﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 15 — جمعة المبارک 21/نومبر 2008ء — 22/ذوالقعدہ 1429 ہجری قمری ❁ 21/نبوت 1387 ہجری شمسی — شمارہ 47

سواری پر نماز

حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت ابن عمرؓ (سفر کے دوران) اپنی اونٹنی پر نفل پڑھا کرتے تھے اور اسی پر وتر پڑھتے خواہ وہ کسی طرف لے جا رہی ہو اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتے اور بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔(صحیح بخاری کتاب الجمعة باب صلوٰة التطوع علی الدواب حدیث نمبر 1030۔ و باب الایماء علی الدابة حدیث نمبر 1033)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

جب بلا سر پر آ پڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہئے کہ ہر شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔

قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے

''اس سے پیشتر کہ عذاب الٰہی آ کر توبہ کا دروازہ بند کر دے، توبہ کرو۔ جبکہ دنیا کے قانون سے اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آ پڑے تو اس کا مزا چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہئے کہ ہر شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے توبہ کریں۔ توبہ سے مراد یہ ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچّی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں۔ اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں۔ غضب نہ ہو۔ تواضع اور انکساری اس کی جگہ لے لے۔ اَخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (الدھر:9) یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اَسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ قصہ مختصر دعا سے، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 134۔جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال خلافت جوبلی کی وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں میں خلافت کا علم بھی بڑھا ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور بڑھانے کا شعور بھی پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کرنے والے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی بھی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ نبوت کی نیابت کی وجہ سے خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ روحانی سلسلوں میں نبوت کے بعد اولوالامر سب سے اوّل خلیفۂ وقت ہوتا ہے۔

جب تمہارے اطاعت کے معیار اچھے ہوں گے، تم تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے رہو گے تو نبی کے بعد تم بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ خدا تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمہیں دوبارہ تھام لے گا۔

اس زمانہ کے امام کو ماننے اور اس کے بعد خلافت کے نظام کے اندر آنے میں اب ہر مسلمان کی بقا ہے، دنیا کی بقا ہے۔

(رپورٹ مرتبہ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

بقیہ رپورٹ 12/اکتوبر 2008 بروز اتوار:

جلسہ سالانہ ہالینڈ سے اختتامی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''آج ہم اس وقت یہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ کے آخری دن کی اختتامی تقریب کے لئے جمع ہیں اس جلسے پر آنے کا پہلے میرا پروگرام نہیں تھا۔ پہلے میں معذرت بھی کر چکا تھا لیکن لگتا ہے کہ امیر صاحب کی دعا اور خواہش بڑی شدت کی تھی کہ فرانس کی مسجد کا افتتاح اور پھر برلن کی مسجد کا افتتاح ایسی تاریخوں میں آ گئے کہ یہ جلسہ بیچ میں آ گیا اور باوجود معذرت کے مجبوراً اللہ تعالیٰ مجھے یہاں گھیر کے لے آیا۔ تو اس لحاظ سے مَیں کہتا ہوں کہ امیر صاحب کی یا جو بھی ان کے کارکنان تھے کام کرنے والے شدید خواہش لگتی ہے۔

مجھے امیر صاحب کی کل یہ بات سن کر حیرت ہوئی کہ جنوری میں ہی انہوں نے یہ تاریخ رکھ لی تھی اس امید پر کہ اس تاریخ کو مَیں ضرور آؤں گا جبکہ مجھے بالکل نہیں پتہ تھا کہ مَیں آؤں گا۔ تو بہرحال یہ میرے لئے خوشی کا موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور جلسہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ جوبلی کے حوالہ سے ہر ملک میں اپنے اپنے جو بھی ان کے وسائل ہیں ان کی تعداد ہے اس کے لحاظ سے وہ بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ جلسے بہترین طرز پر منائے جائیں۔ لیکن اس دفعہ ہالینڈ کی جماعت کو باوجود کوشش کے جوان کا ہال جو وہ کرایہ پر لیا کرتے تھے نہیں مل سکا۔ اس لئے لوگوں کو جگہ کی تنگی کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری کوشش جو وہ کر سکتے تھے اپنے وسائل کے لحاظ سے وہ انہوں نے کی ہے۔

آج میں اسی حوالے سے چند باتیں کروں گا۔ آپ نے تلاوت سنی ہے قرآن کریم کی۔ ان آیات کے مضمون کے لحاظ سے ہی مَیں نے آج کا موضوع چنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال خلافت جوبلی کی وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں میں خلافت کے بارہ میں علم بھی بڑھا ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور بڑھانے کا شعور بھی پیدا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت

سے نوجوان، بچے، نئے آنے والے احمدی جو ہیں اور پرانے احمدی بعض ایسے ہیں جن کو اس حوالے سے بعض امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے تا کہ یہ تعلق اتنا پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ شیطان کا کوئی اندرونی اور بیرونی حملہ اور کوئی حربہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمزوری اور رخنہ پیدا نہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اور بہت سے احکامات بھی ہمیں دیئے ہیں۔ سورۃ نور جو ہے، جس کی کچھ آیات ابھی تلاوت کی گئی ہیں۔ لیکن اس وقت مَیں چند ایک کا ذکر کروں گا۔ ان آیات کا جو تلاوت کی گئی ہیں اور اس کے علاوہ بھی ایک دو پہلی آیات اور ایک بعد کی آیت، ان کا محور اطاعت ہے یا وہ بنیادی چیز جس پر بار بار اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے ان آیات میں اور تاکید کی ہے وہ اطاعت ہے۔ کیونکہ باقی نیکیوں کی توفیق بھی اس وجہ سے ملے گی یا ملتی ہے کہ جب انسان میں کامل اطاعت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون شروع ہی اس طرح کیا ہے۔ یہ رکوع جب شروع ہوتا ہے کہ مومن کی یہ نشانی ہے کہ جب بھی اسے اللہ اور رسول کسی فیصلے کے لئے بلائیں یا اللہ اور رسول کی طرف فیصلے کے لئے بلایا جائے یا کسی بھی قسم کی توجہ دلائی جائے ان احکامات کے بارہ میں جو اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ تو جواب میں جو حقیقی مومن ہیں صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم اطاعت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کامل فرمانبرداری کے ساتھ ان باتوں پر عمل کریں گے۔ صرف منہ سے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہہ دینا کافی نہیں ہوتا۔ اس سے مقصد پورا نہیں ہو جائے گا۔ جب اَطَعْنَا کہا ہے تو ان تمام باتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو خدا اور رسول ﷺ نے ہمیں بتائی ہیں۔ تبھی اس انعام کے بھی حقدار بنیں گے۔ جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

یہ جو آیات تلاوت ہوئی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں ایک آیت استخلاف بھی ہے جس کا ترجمہ بھی آپ نے سنا ہے۔ اس آیت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی جیسا کہ پہلے مَیں بتا چکا ہوں کہ بار بار مختلف حوالوں سے اطاعت کے مضمون کو دوہرایا گیا ہے۔ پس پہلے تو اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ کامل اطاعت رکھنے والے ہوتے ہیں اور پھر فرمایا یہ کامل اطاعت اور اللہ اور رسول کے حکموں پر عمل اس وقت حقیقی کہلائے گا جب اس حوالے سے آواز دینے والے کی آواز بھی سنو۔ فرمایا اِذَا دُعُوْآ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (سورۃ النور آیت 53) کہ جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جائے۔ یہ اللہ اور رسول کی طرف بلانا وہ احکامات ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ نے ہمیں دیئے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج بیشک بنیادی ارکان اسلام ہیں۔ لیکن قرآن کریم کے تمام احکامات پر عمل کرنا جو ہے یہی ایک مومن کو کامیاب بناتا ہے۔ اس زمانہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ایک حکم تھا اور بڑی سختی سے یہ حکم تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی موعود کا ظہور ہو گا تو اسے ماننا اور نہ صرف ماننا بلکہ اگر مشکل حالات کی وجہ سے راستے کے روکوں کی وجہ سے یہاں تک کہ موسم کی سختیوں کی وجہ سے اگر راستے میں برف کی سلیں ہوں برف پڑی ہو تو ان پر گھٹنوں کے بل چل کے جانا اور جا کے میرا اسلام کہنا۔ اس حکم کے مخاطب آنحضرت ﷺ کے صحابہ نہیں تھے نہ اس کے قریب کے زمانہ کے لوگ تھے بلکہ امت کے وہ لوگ تھے جن کے زمانہ میں مسیح موعودؑ کا ظہور ہونا تھا اور پھر بے شمار نشانیاں بھی بتائی گئیں کہ پرانی سواریاں بیکار ہو جائیں گی، نئی نئی سواریاں آ جائیں گی۔ سمندر ملائے جائیں گے۔ نئی نئی ایجادات ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ ایک نشانی جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا کسی کی تائید میں نہیں لگا وہ ہے آسمانی نشان کہ رمضان کے مہینے میں خاص دنوں میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ یہ سب باتیں پوری ہوئیں اور مسیح و مہدی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود تھا اُس وقت۔ ان سب پیشگوئیوں کے حوالوں سے وہ اعلان بھی کر رہا تھا کہ جس موعود کے آنے کی خبر تھی وہ آ گیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اب خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس مسیح و مہدی کو اور آنحضرت ﷺ کے اس غلام کو مان لو تا کہ دنیا اور عاقبت سنوار سکو، تا کہ فلاح پانے والے بن سکو، تا کہ کامیابیاں تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ اس غلام صادق کے ساتھ ہی اب تمام برکات وابستہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی خلافت کے تا قیامت چلنے کی پیشگوئی بھی جڑی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی پوری ہو گی۔ اور مسلمانوں کی بقا بھی اسی میں ہے کہ اپنے اندر خلافت کو قائم کریں اور یہ بغیر مسیح موعود کے آنے کے قائم نہیں ہو سکتی۔

آج اس نافرمانی کا نقصان مسلمان اٹھا رہے ہیں۔ یہ دہشت گردی کا جو لیبل جو چند لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے تمام مسلم اُمّہ پر لگ گیا ہے یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل نہیں کرتے۔ اپنی مرضی کے احکام تو بخوشی قبول کر لئے۔ لیکن جہاں دوسرے کا حق دینا ہو وہاں خدا کو بھی بھول جاتے ہیں اور رسول کو بھی بھول جاتے ہیں۔

پس پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کا خوف کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ مومن کی نشانی یہی ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔ مومن کی کامیابی کا راز ہی تقویٰ میں ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے والے کو خدا تعالیٰ بیشمار انعامات اور فضلوں سے نوازتا ہے۔ یہ تقویٰ کا مضمون ایسا ہے جسے ہر احمدی کو بھی ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا اور باوجود واضح حکم کے اور تمام نشانیاں پورا ہونے کے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فلاح پانے والے ہی نہیں ہیں اور اس مراد کو بھی پانے والے نہیں ہیں جو ایک مومن کا مطمح نظر ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ لیکن اگر بیعت کرنے کے بعد ہم صرف اتنی سی بات پر خوش ہو جائیں کہ ہم نے اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مان لیا اور آنے والے مسیح و مہدی کو مان لیا تو ہمارے لئے صرف اتنا کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے تمام احکام پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اور یہ اس وقت حقیقی رنگ میں ہو سکتا ہے جب اللہ کا خوف بھی ہو اور تقویٰ بھی ہو۔ ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کے لئے ہو تب حقیقی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ پس یہ تقویٰ کے معیار بڑھانا اب ہمارا فرض ہے تا کہ حقیقی انعام یافتوں کے زمرے میں شامل ہو سکیں۔

پس حضرت مسیح موعود کے جلسے منعقد کرنے کے جو مقاصد تھے ان میں سے ایک بہت بڑا مقصد یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ پیدا ہو اور یہ اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے ایک احمدی اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ہمیں صرف یہی توجہ دلاتا ہے کہ میرے حقوق ادا کرو یا میرے بندوں کے حقوق ادا کرو بلکہ تقویٰ کے فوائد سے ایک مومن ذاتی طور پر بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور من حیث الجماعت بھی فوائد حاصل ہو رہے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں بیشمار جگہ اس بات کا ذکر ہے، تقویٰ کا، قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں تمام ان احکامات کی پیروی کی طرف توجہ دلائی ہے جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ فرمایا وَھٰذَا کِتَابٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبَارَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام:156) یہ ایسی کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے، اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کے لئے قرآنی احکام کی پیروی کرنا ضروری ہے صرف ایک حکم کی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرداً فرداً ہر حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ایک حکم یا چند حکموں کو ماننے سے ایمان کامل نہیں ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کے لئے تقویٰ اہم شرط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ایمان کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور تقویٰ کیا ہے جیسا کہ ہم نے اس آیت میں دیکھا کہ قرآن کریم کے احکامات کی پیروی ہے۔ گویا ان احکامات کی پیروی تو ایمان کا پہلا مرحلہ ہے جو حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمائی ہے اور ایک مومن تو اس بات پر خوش نہیں ہو سکتا کہ پہلے مرحلے کے بھی صرف ایک حصہ پر عمل کرے اور تھوڑے سے حصے پر عمل کر کے سمجھ لے جو پانا تھا پا لیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے بعد اب ہمارے لئے مزید راستوں کا تعین ہو رہا ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے راستوں کا تعین کرنا چاہئے۔ پہلے تو یہ آپ نے حاصل کر لیا کہ پہلے مرحلے کے ایک حصے پر عمل کر کے مسیح و مہدی کو مان لیا۔ اب پہلا مرحلہ جو ہے اس کی چھ سات سو سیڑھیاں ہیں۔ وہ تمام قرآنی احکامات ہیں جو ایمان کو کامل کرتے ہیں۔ یہ پہلا مرحلہ ہے ابھی تو ان سیڑھیوں پر چڑھنا ہے۔ پھر جب اس منزل پر پہنچیں گے تو اس منزل کے حصول کے بعد نئے مرحلے نظر آئیں گے تو پھر ان کے حصول کی بھی کوشش کرنی ہے۔

بیعت کرنے کے بعد اس صوفی کے خیالات نہیں اپنا لینے جس کا یہ واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی کشتی میں سفر کر رہا ہو اور کنارہ آ جائے تو کیا کشتی سے اتر جانا چاہئے یا بیٹھے رہنا چاہئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں سمجھ گیا کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ مَیں نے اسے کہا کہ اگر تو تم جس دریا میں سفر کر رہے ہو اس کا کوئی کنارہ ہے تو اتر جاؤ۔ اگر تو وہ بے کنار سمندر ہے اور تم کنارہ سمجھ کر اترے تو پھر تم ڈوب جاؤ گے۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کے لئے مرحلے ہیں، راستے ہیں یہ تو بیشمار ہیں۔ ایسا سمندر ہے، جو بے کنار ہے جس کی کوئی حدود نہیں ہیں تو جہاں بھی کنارہ سمجھ کر ہم بیٹھ جائیں گے وہیں ہم ڈوبنا شروع ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کو پانے اس کا قرب حاصل کرنے، ایمان میں بڑھنے کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ہم نے ایمان میں بڑھنا ہے اور یہی ہمیں حکم ہے اور بڑھنا چاہئے۔ ایک مومن کو ایک احمدی کو تقویٰ میں آگے قدم بڑھانا چاہئے اور پھر یہ تقویٰ جو ہے اس میں بڑھنا ہمیں غیروں کے حملوں سے بھی محفوظ رکھے گا۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی ڈھال میں رہیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی کو میں تکالیف سے نجات دلاتا ہوں۔ ہم تکالیف سے نجات کے لئے، ان سے بچنے کے لئے بہت سے دنیاوی ذریعے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس دعوے کے اپنے اوپر پورا ہونے کے لئے کوشش کر کے بھی دیکھیں۔ فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا (الطلاق:3) یعنی جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تکلیف سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہے۔ پھر فرمایا وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:3) اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوتا۔ آج کل دنیا سمجھتی ہے کہ رزق چالاکیوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یا دین کی پرواہ نہ کر کے صرف دنیا کمانے سے ہمیں رزق مل سکتا ہے۔ جماعتی پروگراموں کو چھوڑ کر اپنے کاروباروں یا نوکریوں کی طرف توجہ دینے سے ہمیں رزق میسر آ سکتا ہے۔ یا اگر دنیا کو دیکھیں کاروبار کے لحاظ سے، معیشت کے لحاظ سے تو سود کو بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے رزق دینے کا۔ آجکل کی تجارتوں کے لئے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بہت ضروری ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے سود کا کاروبار کرنے والے کو اپنے سے جنگ کرنے والا ٹھہرایا ہے یا سود کے کاروبار کو اپنے سے جنگ کا مترادف قرار دیا ہے۔ آج دیکھ لیں دنیا باوجود اس بات کے یہ خیال کرتی ہے کہ سود سے ہی ہمارے کاروبار بچ سکتے ہیں۔ بڑے بڑے بینکوں اور کاروباروں کا دیوالیہ ہو رہا ہے روز خبریں آتی ہیں اور حکومتیں تک اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔ حکومتوں نے بیچ میں آ کر اب ان اداروں کو بینکوں کو سرمایہ فراہم کرنا شروع کیا ہے۔ لیکن یہ سرمایہ بھی کہاں سے آئے گا۔ حکومتوں کے پاس بھی ٹیکس سے ہی پیسہ آتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سارا نظام بیٹھ جائے گا اور جیسا کہ مَیں نے کہا آئندہ ایسے حالات ہوں گے کہ اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا حکومتیں بھی اس سے متاثر ہوں گی۔ شواہد یہی ہیں کہ یہ عارضی انتظامات ہیں جو حکومتیں کر رہی ہیں۔ یہ کچھ عرصہ کے لئے ہیں۔ کچھ کام نہیں آئیں گی۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے بھی اس سودی کاروبار میں ملوث ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھتے، اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے تو آہستہ آہستہ یہ اثر جو اسلامی ملکوں کی طرف بڑھ رہا ہے یہ دنیاوی معیشت کا، تباہی کا، اس سے مسلمان متاثر ہونے سے بچ سکتے تھے۔ یہ سمجھتے ہیں جیسا کہ بعض اسلامی ملکوں نے اعلان کیا ہے کہ ہمارا پیسہ محفوظ ہے، محفوظ اب یہ لوگ بھی نہیں ہیں کیونکہ ان کے کاروبار بھی، ان کا پیسہ بھی، ان کا سرمایہ بھی سود میں لگا ہوا ہے۔ صرف محفوظ ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے، سود کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ جو جنگ کا اعلان ہے یہ صرف غیر مسلموں کے لئے نہیں ہے بلکہ جو بھی اس لعنت میں ملوث ہو گا وہ اس سے متاثر ہو گا اور نقصان اٹھائے گا۔ ماضی میں بھی اس لعنت کی وجہ سے ایک طرح سے حکومتیں گروی رکھی جاتی رہیں اور اب اس کے ساتھ ساتھ حکومتیں تو گروی رکھی جا رہی ہیں معیشت کی تباہی کے نظارے دنیا نے دیکھ لئے۔ پس مومن کو یہ حکم ہے کہ تقویٰ سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے رزق پیدا کرے گا۔ تمہاری تکلیفیں دور کرے گا پر یہ شرط ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کی اطاعت کرو، تقویٰ پر قدم مارو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقتور ذات ہے۔ جب اس پر کسی امر کے لئے بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے۔ وہ اہل دین تھے ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور ان کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے لئے حارج ہوں۔ اب یہ جو کاروباروں والے یا ملازمتوں والے بعض جماعتی پروگرام چھوڑ دیتے ہیں ان کو بھی یہ سوچنا چاہئے۔ اگر دین کی خاطر تقویٰ اختیار کریں گے اور معمولی نقصان کو اس ارادے سے برداشت کریں گے کہ خدا کی خاطر ہم کر رہے ہیں تو نقصان نہیں ہو گا انشاء اللہ۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا سود سے بچنے کا جو اتنا سخت حکم ہے تو یہ بھی دین کا ہی معاملہ ہے۔ اگر کوئی اپنے کاروبار میں سود سے اس لئے بچتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور یہ ایمان کا معاملہ ہے تو خدا تعالیٰ اگر کوئی عارضی مشکلات آئیں گی بھی تو ان سے جلد نکال دے گا۔ پر تقویٰ شرط ہے۔ اس کے احکامات پر عمل شرط ہے پس اس لحاظ سے بھی ایک احمدی کو اپنا خاص کردار ادا کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حادثات مختلف رکھتا ہے ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ خدا متقی کے لئے ہر مشکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔ فرمایا اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان دنیا میں چاہتا کیا

باقی خطاب صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر17

مولانا ابوالعطاء صاحب کی جرأت اور حکمت عملی

مکرم عبدالمالک محمد عودہ صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک پولیس افسر جس کا نام محمد یا فیصل تھا اور حیفا کے حسینی خاندان سے اس کا تعلق تھا، رات کو تقریباً گیارہ بجے احمدیہ مسجد کبابیر چند سپاہیوں کے ساتھ آیا۔ اور مولانا موصوف کے کمرے کا دروازہ دھکا دے کر کھول دیا اور اندر داخل ہوگیا۔ اس پر مولانا نے اسے فوراً کمرہ سے باہر جانے کے لئے کہا۔ اس نے انکار کیا۔ مولانا نے اسے زبردستی کمرہ سے باہر دھکیل دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کمرہ سے باہر تشریف لائے اور پوچھا کیا بات ہے؟ پولیس افسر نے کہا کہ آپ میرے ساتھ تھانہ چلیں۔ مولانا نے فرمایا: مَیں پولیس چوکی جانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اگر مَیں تھانہ گیا اور وہاں افسران بالا کے سامنے حقیقت بیان کی تو آپ کو نوکری اور وردی سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ پولیس کا کام امن کی حفاظت کرنا ہوتا ہے، اگر پولیس ہی عوام الناس کے امن کو خراب کرنے کا باعث بن جائے تو چور اور سپاہی میں کیا فرق رہا۔ اور خاص طور پر ایک پولیس افسر رات کے اندھیرے میں کسی کا دروازہ توڑ کر گھر میں داخل ہو جائے تو اسے منصب پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مولانا نے اسے سمجھایا کہ اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا تو آپ کو پہلے دروازہ کھٹکھٹانا چاہیئے تھا۔ اگر مَیں نہ کھولتا تو آپ کا حق تھا کہ دروازہ توڑ دیتے۔ مگر رات کے اندھیرے میں بغیر کسی اطلاع کے اچانک دروازہ توڑ کر کسی کے گھر داخل ہونا بدترین جرم ہے۔ سپاہیوں نے اپنے افسر کی غلطی کو محسوس کیا اور بتایا کہ پولیس افسر نے شراب پی ہوئی ہے نشے کی حالت میں اس نے ایسا کیا ہے۔ ہم آپ سے معذرت چاہتے ہیں۔ مولانا معاملہ کو طول دینا نہ چاہتے تھے اس لئے بات کو وہاں ہی ختم کر دیا۔

حسن تدبیر

حضرت مولانا ابوالعطاء بیان فرماتے ہیں کہ:

جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں ایک دفعہ ایک ٹریکٹ شائع کیا گیا۔ مجھے خدشہ تھا کہ مخالف مسلمان حکومت کے ذریعہ اس کی ضبطی کی کوشش کریں گے۔ اس کا حل آپ نے یہ نکالا کہ اس کے شائع ہوتے ہی جلد از جلد اسے ڈاک کے ذریعہ بھجوا کر اس کی اشاعت ہر طرف کر دی۔ آپ کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ حکومت کی مشینری حرکت میں لائی گئی اور ایک سرکاری افسر آیا۔ اس کے استفسار پر اسے بتایا گیا کہ سارے ٹریکٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جو چند باقی تھے وہ اس افسر نے اپنے قبضہ میں کر لئے، اور بس۔ آپ کی دانشمندی اور پرحکمت کاروائی سے صرف شدہ روپیہ اور محنت ضائع ہونے سے بچ گئی۔

قبرِ مسیحؑ قبرِ نوحؑ کے پاس ہے؟

حضرت مولانا صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

جب مَیں فلسطین میں تھا (1931ء۔1936ء) ایک دن ایک عالم الشیخ عبد اللطیف العبوشی اپنے چند شاگردوں کو لے کر میرے پاس دارالتبلیغ (حیفا) میں تشریف لائے اور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے جونہی دروازہ کھولا تو اپنے تلامذہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ مَیں ان کو لایا ہوں تا ان کے سامنے آپ کو لاجواب کر دوں۔ مَیں نے کہا جناب پہلے اندر تشریف لایئے، قہوہ نوش فرمایئے پھر ہم آپ کے سوالات پر بھی غور کریں گے۔ چنانچہ وہ اندر آ گئے۔ مَیں نے فوراً سٹوو پر قہوہ تیار کر کے ان سب کے سامنے رکھا اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر ان سے کہا کہ اب آپ فرمائیں کیا سوال ہے۔ شیخ عبد اللطیف صاحب نے فرمایا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ آپ بتائیں کہ حضرت عیسیٰ کی قبر کہاں ہے؟ مَیں نے کہا کہ ہمارا اعتقاد از روئے قرآن مجید یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باقی انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں مگر ہمیں ان کی قبر سے کیا سروکار؟ وہ قبر کہیں بھی ہو ہم نے کوئی اس قبر کی پرستش کرنی ہے۔ قابل غور صرف یہ بات ہے کہ آیا قرآن مجید حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اعلان کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر قبر کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ میرے اس جواب پر شیخ مذکور نے اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا مَیں نے تم کو نہ کہا تھا کہ آج اس قادیانی سے وہ سوال کروں گا جس کا اس کو جواب نہ آئے۔ پھر ان سے پوچھنے لگا کہ کیا تم لوگوں نے الخلیل (حضرت ابراہیم کے نام پر فلسطین کا ایک شہر ہے جہاں پر حضرت ابراہیمؑ کے نام پر فلسطین کا ایک شہر ہے جہاں پر حضرت ابراہیمؑ اور بعض انبیاء کی قبریں ہیں، یہودی اس شہر کو حبرون کہتے ہیں) دیکھا ہے؟ اور کیا اس جگہ نبیوں کی قبریں بھی دیکھی ہیں؟ طلباء نے کہا جی ہاں دیکھا ہے وہاں پر انبیاء کی قبریں بھی دیکھی ہیں۔ اس پر الشیخ العبوشی نے دریافت کیا کہ کیا ان قبروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر بھی ہے؟ طلبہ نے نفی میں جواب دیا۔ استاد نے فرمایا کہ بس معلوم ہو گیا کہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر وہاں موجود نہیں اس لئے وہ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ پھر استاد صاحب فاتحانہ انداز میں مجھ سے کہنے لگے کہ آج تو آپ کو حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی نشاندہی کرنی پڑے گی ورنہ انہیں زندہ ماننا پڑے گا۔ مَیں آپ کو لاجواب کر کے جاؤں گا۔

مَیں نے مزید نرم لہجہ میں شیخ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت اس سوال کو چھوڑیئے یہ عقیدہ وفات مسیح سے براہ راست متعلق نہیں، ہمیں ان کی قبر سے کیا واسطہ۔ ہم کوئی ان کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں کہ ان کی قبر تلاش کر کے اس کی پرستش شروع کر دیں؟ میری اس مناظرانہ حکمت عملی کو نہ سمجھتے ہوئے شیخ مذکور اور زیادہ اصرار کرنے لگے۔ گویا ان کا سوال وہ پتھر ہے جو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ اس دوران گاہے گاہے آپ اپنے طلباء سے دادخواہ بھی ہوتے تھے۔ مَیں نے کہا: دیکھئے جناب قبر کا اتا پتا بتانے سے یہ معاملہ ختم نہ ہوگا۔ آپ پھر دوسرے لامتناہی سوالات کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ مثلاً یہ کہ وہ کس بیماری سے فوت ہوئے تھے؟ کس وقت فوت ہوئے تھے؟ کس تاریخ کو اور کس موسم میں فوت ہوئے تھے؟ ان کا علاج کون کرتا تھا؟ ان کو کیا کیا دوا دی گئی تھی؟...... وغیرہ۔ بات کو مختصر کرتے ہوئے صرف یہ دیکھ لیں کہ قرآن مجید ان کو وفات یافتہ قرار دیتا ہے یا نہیں؟ اگر قرآن مجید سے ان کی وفات ثابت ہو جائے تو ہمیں عقیدہ کی جزوی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ تاریخی تحقیقات کا مسئلہ الگ ہے۔ میری اس تشریح کو انہوں نے پھر جواب سے گریز قرار دے کر طلبہ کو اپنی نمایاں فتح کی طرف توجہ دلائی اور مجھے کہنے لگے کہ آج تو ہم آپ کو ادھر ادھر جانے نہ دیں گے...... مَیں نے دیکھا کہ سادہ فطرت نوجوان طلبہ کے چہروں سے بھی کچھ حیرت کا اظہار ہونے لگا ہے تب مَیں نے پہلو بدلتے ہوئے شیخ صاحب سے کہا کہ گویا آپ حضرت مسیحؑ کی قبر کی نشاندہی کے بغیر کسی اور بات پر راضی نہ ہوں گے؟ انہوں نے سر ہلاتے ہوئے اس کی تصدیق کی۔ میں نے کہا کہ لیجئے پھر میں آپ کو حضرت مسیحؑ کی قبر کا پتہ بھی بتائے دیتا ہوں۔ اس پر استاد بھی چونکا اور طلبہ بھی ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ مَیں نے پوری ثقاہت سے آہستہ سے یہ فقرہ کہا: إِنَّ قَبْرُ عِيْسٰى فى جنب قبر نوح عليهما السلام کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر حضرت نوحؑ کی قبر کے پہلو میں ہے۔

میرا یہ کہنا تھا کہ استاد پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اور طلبہ بھی حیرت زدہ ہو گئے۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد الشیخ العبوشی فرمانے لگے: فأين قبر نوح؟ لا ندرى قبره۔ کہ نوحؑ کی قبر کہاں ہے ہمیں تو اس کا پتہ نہیں۔ مَیں نے بطور لطیفہ کہا: جناب، حضرت نوحؑ کی قبر حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے بائیں جانب ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی اس کے دائیں طرف۔ آپ حضرت نوحؑ کی قبر بتا دیں میں حضرت عیسیٰؑ کی قبر دکھا دوں گا۔ مَیں نے استاد کی حیرانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طلبہ کو مخاطب کر کر کے کہا کہ کیا تم نے الخلیل میں حضرت نوحؑ کی قبر دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں...... مَیں نے کہا: کیا پھر وہ آسمانوں پر زندہ ہیں؟ کہنے لگے کہ حضرت نوح زندہ تو نہیں ہیں۔ مَیں نے کہا کہ پھر قبر کے معلوم نہ ہونے کو آسمانوں پر زندہ ہونے کی دلیل کیونکر ٹھہرایا جا سکتا ہے؟...... کہنے لگے کہ...... آپ ہمیں بتائیں کہ تاریخی طور پر آپ کیا مانتے ہیں؟ اب فضا صاف تھی اور ذہن اطمینان سے غور کرنے کے لئے تیار تھے۔ ...... مَیں نے اس بارے میں انہیں پوری تفصیل بتائی جسے وہ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔

(الفرقان نومبر1985ء صفحہ 4،5،8)

کشمیر دُور ہے یا آسمان؟

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ نابلس شہر کے چند سکول ماسٹر ملنے کیلئے میرے پاس کبابیر میں تشریف لائے۔ ...... اس وقت چند احمدی احباب بھی موجود تھے جن میں الشیخ علی القزق بھی تھے۔ نابلسی اساتذہ میں سے ایک نے کہا کہ کیا آپ حضرت مسیحؑ کو وفات یافتہ مانتے ہیں؟ مَیں نے کہا کہ ہاں قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اس پر انہوں نے سادا طریق پر پوچھا کہ پھر ان کی قبر کہاں ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ ان کی قبر کشمیر ہندوستان میں ہے۔ اس نے جھٹ سوال کر دیا کہ حضرت مسیح تو فلسطین میں تھے پھر کشمیر میں اتنی دور وہ کس طرح چلے گئے؟ اس سوال کا مَیں ابھی جواب دینے نہ پایا تھا کہ الشیخ علی القزق نے جھٹ پٹ کہہ دیا کہ: يا أستاذ، هل كانت بلاد الكشامرة أبعد من السماء؟ اے استاد، کیا کشمیر کا ملک آسمان سے بھی دور ہے؟ اس کا جواب سننا تھا کہ تمام اساتذہ عش عش کر اٹھے اور کہنے لگے کہ بہت عمدہ جواب ہے۔

تثلیث اور توحید کے حامی

قیام مصر کے زمانہ میں ایک دفعہ عیسائی مبلغین سے حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کے بارہ میں مناظرہ مقرر ہو گیا۔ فریق مخالف میں دو امریکن پادری اور ایک مصری پادری تھے۔ اس مباحثہ میں الأزہر کے بعض مشائخ اور دوسرے تعلیم یافتہ لوگ بھی سامعین میں شامل تھے۔ خوب دھوم دھام سے مباحثہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا۔ ایک عجیب اتفاق اس موقعہ پر یہ ہوا کہ عیسائی صاحبان کی طرف سے پہلے مصری پادری صاحب نے جواب دیئے۔ امریکن انچارج پادری نے اس کی کمزوری کو محسوس کر کے دوسرے موقعہ پر خود کھڑا ہونا ضروری سمجھا اور جواب دینے کی کوشش کی۔ دو مرتبہ کے بعد وہ خود بخود بیٹھ گیا اور تیسرے پادری کو کھڑا کر دیا۔ اس بے چارے نے بھی ہاتھ پاؤں مارے مگر ان سب سے بات نہ بن سکی۔ معاملہ یہ پیش تھا کہ خود انجیل سے ہی ایسے دو مومن گواہ پیش کر دیئے جائیں جو یہ گواہی دیں کہ ہم نے بچشم خود حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر جان دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس مطالبہ کو ان پادری صاحبان میں سے کوئی پورا نہ کر سکا۔ اس پر ایک صاحب نے کہا کہ کیا بات ہے کہ ادھر تین پادری باری باری بولتے ہیں اور ادھر آپ اکیلے ہی ان سب کو جواب دیتے ہیں۔ مَیں نے بطور لطیفہ کہا کہ مَیں توحید کا حامی ہوں اس لئے اکیلا ہوں اور وہ تثلیث کے قائل ہیں اس لئے تین ہیں۔ اس پر پادری صاحبان بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

(ملخص از ماہنامہ الفرقان دسمبر1985ء صفحہ 7-8)

قاہرہ کا ایک واقعہ

شیخ محمود احمد عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

عبد الحمید خورشید مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ہاتھ پر احمدی ہوا تھا اسے تبلیغ کا بے حد شوق تھا اور اس جوش کی وجہ سے وہ اپنے حلقہ احباب میں سخت معتوب ہو گیا تھا۔ اکثر لوگ اس کے دشمن ہو گئے تھے اور اس کو نقصان پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا ابوالعطاء کے زمانہ قیام میں وہ جب کہ ایک نمبر ''البشریٰ'' کا تقسیم کر رہا تھا تو اس کے خلاف بیحد جوش پھیل گیا۔ البشریٰ کا یہ نمبر علمائے ازھر کے جواب میں شائع کیا گیا تھا۔ علمائے ازھر نے اپنے رسالہ ''انوار الإسلام'' میں ایک لمبا چوڑا مضمون احمدیت کے خلاف شائع کیا تھا۔ اس مضمون کو مصر میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی میں بڑی اہمیت دی گئی۔ فلسطین، شام، عراق، عدن، کویت، سنگا پور اور مراکش کے اخباروں

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

میں مَیں نے خود اسے چھپا دیکھا تھا۔ البشریٰ میں مولانا ابو العطاء نے اس رسالہ کا جواب لکھا۔ اس جواب کی اشاعت نہایت ضروری تھی اور ضرورت تھی کہ علماء کے گڑھ یعنی ازھر اور اس کے گرد و پیش میں اسے بکثرت تقسیم کیا جائے۔ تمام احمدیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عبدالحمید آفندی خورشید نے اسے شارع ازھر میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ ایک قہوہ خانہ میں ازھری طالبعلم جمع تھے انہوں نے عبدالحمید کو گھیر لیا۔ پہلے تو اس سے بحث مباحثہ کرتے رہے، پھر لڑائی کی صورت بنالی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اسے مار ڈالیں۔ مگر گشت پر گزرنے والے سپاہی نے اس کی جان بچائی۔ عبدالحمید جب ان بھیڑیوں میں سے نکل کر چل پڑا تو بعض شریر بھی اس کے پیچھے چل پڑے مگر عبدالحمید ایک گلی میں گھس گیا اور گھوم کر اپنے ایک واقف کار کے مکان میں داخل ہو گیا۔ جہاں ساری رات اس کا مراقبہ کیا گیا اور فجر کی نماز کے وقت وہ دشمن اس جگہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

مدرسۃ احمدیہ جدید خطوط پر

شیخ محمود احمد عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

ایک مفید اور عظیم الشان کام کی داغ بیل مولانا ابوالعطاء کے ہاتھوں ڈالی گئی اور وہ مدرسہ احمدیہ کا قیام تھا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ کے زمانہ میں وہاں ایک پرانی طرز کا مدرسہ تھا جس میں شیخ عبدالقادر صاحب مغربی بچوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے لیکن بڑھنے والی قوم کا قدم آگے ہی آگے پڑتا ہے۔ ہمارے بچے اگر غیروں کے مدرسوں میں جائیں تو یہ اندیشہ شدید تھا کہ مخالف اساتذہ ان کو اپنے خیالات سے مسموم نہ کریں۔ اس لئے یہ شدید ضرورت تھی کہ وہاں جدید نظام پر ایک مدرسہ قائم کر دیا جائے۔ اس کے لئے سخت مشکلات تھیں۔ کبابیر میں کوئی مدرس نہیں مل سکتا تھا۔ غیر احمدی مدرس کو اپنے مدرسہ میں رکھنے سے ہماری غرض مفقود ہو جاتی تھی۔ اس لئے بہت سی پریشانیوں میں سے گزرنا پڑا۔ آخر تجویز ہوئی کہ مصر سے ایک نوجوان احمدی فلسطین بھیج دیا جائے۔ کچھ وہ اور کچھ شیخ عبدالقادر مغربی اور کچھ مشنری خود پڑھائے اور اس طرح مل ملا کر مدرسہ کو چلایا جائے۔ اس غرض کے لئے محمد سعید بخت ولی نامی نوجوان کو منتخب کیا گیا۔ محمد سعید ازھر میں ایک طالبعلم تھا۔ اس کا والد افغانی رواق کا شیخ تھا۔ محمد سعید احمدی ہو کر سلسلہ میں داخل ہوا۔ علماء ازھر نے تحقیقات کر کے اس کو ازھر سے خارج کر دیا۔ وظیفہ بند کر دیا۔ مگر وہ اس تکلیف میں بھی ثابت قدم رہا۔ اس لئے تجویز ہوئی کہ اسے مدرسہ کے لئے فلسطین بھیج دیا جائے۔ مگر حکومت فلسطین نے اسے فلسطین میں جانے کی اجازت نہ دی۔ ایک لمبی جدو جہد کے بعد مولانا اس کے فلسطین لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور مدرسہ کی شکل کو تبدیل کر کے جدید نظام مدارس کی طرز پر مدرسہ کا افتتاح کر دیا۔

ایک لطیف اور تاریخی بات

حیفا، ناصرہ کے قریب ہی ہے۔ ناصرہ سے حیفا کو سیدھا راستہ جاتا ہے۔ ناصرہ میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے جس کی وجہ سے وہ ناصری کہلائے۔ ناصرہ کے رہنے والے مسیحؑ نے بیت المقدس آ کر مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰه کا مطالبہ کیا۔ زمینوں کے اور پہاڑوں کے دامن میں رہنے والے ماہی گیروں نے اس آواز پر لبیک کہی۔

انیس سو سال کے بعد جبل کرمل پر پھر ایک دفعہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰه کی آواز گونجی۔ جس کا جواب کبابیر اور اس کے گرد و نواح کے عرب سنگ تراشوں اور مزدوروں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰه کے پُر کیف و پُر وجد نغمہ میں دیا۔ یہاں اور وہاں فرق اس قدر تھا کہ وہاں مسیح خود بول رہا تھا اور یہاں مسیح کا ایک خادم آواز دے رہا تھا۔

عبرانی کی تعلیم

فلسطین میں یہودی اور عیسائی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سو مولانا نے انہیں تبلیغ کے نقطہء خیال سے یہ ضروری خیال کیا کہ اس زبان کی تکمیل و تحصیل کی جائے جو مسیح کی اپنی زبان تھی تا کہ پرانے نوشتوں کو ان کی اصلی زبان میں پڑھا جاسکے اور یہودی قوم کو ان کی زبان میں پیغام دعوت دیا جاسکے۔ الغرض اس کے لئے بعض یہودی معلموں کو تنخواہ دے کر مولانا نے عبرانی زبان سیکھی اور اس پر کافی عبور حاصل کیا۔

عظیم الشان کام

فلسطین کی جماعت کی مرکز سے ہمیشہ وابستگی کے لئے ہمارے مبلغ نے ایک شاندار کام یہ کیا کہ ایک بہت بڑا قطعہ زمین وہاں کی جماعت سے لے کر صدر انجمن احمدیہ کے نام وقف کرا دیا۔ آج اس کام کی قیمت ممکن ہے کہ اتنی نہ سمجھی جائے لیکن وقت آئے گا کہ یہ عظیم الشان کام اپنی اہمیت کو خود ظاہر کر دے گا۔ اس کام کی وجہ سے وہاں کی جماعتوں کو مرکز سلسلہ کے ساتھ شدید وابستگی رہے گی۔

جماعت کو رجسٹرڈ کرانے کی مساعی

ہمارے مبلغ نے اس عرصہ میں یہ بھی سعی کی کہ ہماری جماعت احمدیہ فلسطین کو سرکاری کاغذات میں رجسٹرڈ کرا کر ایک مسلمہ حیثیت دے لیں۔ اس کام میں بہت سی مشکلات تھیں مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال رہا ہے اور جماعت کو سرکاری حلقوں میں ایک مسلمہ جماعت تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اس طرح سے ایک نہایت ہی ٹھوس کام کو گزشتہ ساڑھے چار سال کے عرصہ میں سرانجام دیا گیا۔ جماعت کا بیج فلسطین، شام، عراق، شرق اردن، مصر، اور سوڈان تک پھیل گیا ہے اور پھیل رہا ہے۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے پودے بڑھ رہے ہیں اور ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ وقت آنے پر وہ بہت بڑے تن آور درخت بن جائیں گے۔

(ملخص از الحکم 14 اور 28/ مارچ و 7/ اپریل 1936ء محمود احمد عرفانی صاحب کا مضمون)

عربی پریس میں
جماعت احمدیہ کی خدمات کی بازگشت

حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کی بلاد عربیہ میں تبلیغی مساعی کے آخر پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ کے عربی اخبارات میں جماعت کی تبلیغ اسلام کی کوششوں کا جماعت احمدیہ کی حیرت انگیز کامیابی اور قابل تقلید اسلامی خدمات کا جو کھلا کھلا اقرار کیا گیا اس کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

۞ ...... چنانچہ قاہرہ کے اخبار (الفتح) 20/ جمادی الآخر 1351ھ مطابق 22/ اکتوبر 1932ء نے جماعت احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

نظرت فإذا حركتهم امر مدهش۔ فإنهم رفعوا أصواتهم وأجروا أقلامهم باللغات المختلفة وأيدوا دعوتهم ببذل المال فی المشرقين والمغربين فی مختلف الأقطار والشعوب ونظموا جمعياتهم وصدقوا الحملة حتى استفحل امرهم وصارت لهم مراكز دعاية فی آسيا واوروبا وأمريكا وأفريقيا تساوی علما وعملا جمعيات النصاری ۔ وأما فی التأثير والنجاح فلا مناسبة بينهم وبين النصاری فالقاديانيون أعظم نجاحا لما معهم من حقائق الإسلام وحكمه۔

مَیں نے دیکھا ہے کہ قادیانی تحریک ایسی حیرت انگیز چیز ہے۔ قادیانیوں نے تقریری اور تحریری طور پر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے نئی اور پرانی دنیا کے مشرق و مغرب میں مختلف ملکوں اور قوموں میں بذلِ مال کے ذریعہ اپنی تبلیغ کو تقویت پہنچائی ہے۔ انجمنیں اور جمعیتیں مرتب کر کے زبردست حملہ کیا ہے یہاں تک کہ ان کا معاملہ عظیم الشان ہو گیا۔ اور ایشیا، یورپ، امریکا اور افریقہ میں ان کے تبلیغی مرکز قائم ہو گئے جو ہر طرح سے علمی اور عملی طور پر عیسائیوں کے مشنوں کے ہم پلہ لیکن تاثیر و کامیابی کی رو سے ان میں اور مسیحیوں میں کچھ نسبت نہیں، کیونکہ قادیانی اسلامی حقائق اور حکمتوں کی وجہ سے عیسائیوں سے بدرجہا زیادہ کامیاب ہیں۔

۞ ...... پھر لکھا:

ولا ينقضی عجبی من هؤلاء الرجال الذين بلغوا فی علو الهمم والعلوم الكونية مبلغا مالم تبلغه حتى الآن أية فرقة إسلامية ۔ كيف انخدعوا بما اخترعه غلام أحمد القاديانی من الحيل والمخارق۔

یعنی میرے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی جبکہ میں ان لوگوں (جماعت احمدیہ کے افراد) کو جو علو ہمت اور علوم جدید میں اس درجہ ترقی کر گئے ہیں کہ آج تک کوئی اسلامی فرقہ وہاں تک نہیں پہنچا دیکھتا ہوں، کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایجاد کردہ حیلہ و فریب سے کس طرح دھوکہ کھا گئے ہیں۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری
بلاد عربیہ میں ایک یادگار تصویر

۞ ...... پھر لکھا ہے:

والذی يری أعمالهم المدهشة ويقدر الأمور حق قدرها لا يملك نفسه من الدهشة والإعجاب بجهاد هذه الفرقة القليلة التی عملت ما لم تستطعه مئات الملالين من المسلمين ۔ وقد جعلوا جهادهم هذا ونجاحهم أكبر معجزة تدل على صدق ما يزعمون۔

جو شخص معاملہ فہم ہو اور ان لوگوں کے حیرت انگیز کارناموں کو دیکھے وہ یقیناً اس چھوٹی سی جماعت کے جہاد کو دیکھ کر حیران اور انگشت بدنداں رہ جائے گا۔ اس جماعت نے وہ کام کیا ہے جس کو کروڑوں مسلمان نہ کر سکے۔ ان لوگوں نے اپنے جہاد اور کامیابی کو اپنے دعویٰ کی صداقت پر سب سے بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔

۞ ...... آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ احمدیت کے بیرونی مشنوں اور ریویو آف ریلیجنز انگریزی و اُردو کے ذکر کے بعد لکھا:

أفلا يجب على المسلمين والحال هذه أن يزيلوا عن أذهان أهل أوروبا وأمريكا تلك العقائد الفاسدة التی يعتقدونها فی دينهم ونبيهم ۔ هذا فرض على أمراء المسلمين وعلمائهم وأغنيائهم وفقرائهم أيضا ۔ فمن ذا الذی يقوم اليم بتبديد تلك الأوهام؟ لا أحد إلا القاديانيون وحدهم، هم الذين يبذلون فی ذلك الأموال والأنفس ۔ ولو قام المصلحون يصيحون حتى تبح أصواتهم ويكتبون حتى تنكسر أقلامهم ما جمعوا من الأموال والرجال فی جميع الأقطار الإسلامية عشر ما تبذلها هذه الشرذمة القليلة۔

کیا ان حالات میں مسلمانوں پر واجب نہیں کہ اہل یورپ و امریکہ کے ذہنوں سے وہ فاسد خیالات دور کریں جو وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رکھتے ہیں۔ یقیناً واجب ہے اور یہ مسلمانوں کے سلاطین، علماء، اغنیاء، اور فقراء کا فرض ہے۔ مگر کون ہے جو ان اوہام کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کر رہا ہو؟ ہرگز کوئی نہیں۔ صرف اکیلے احمدی ہیں جو اپنے اموال اور جانوں کو اس راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ ہاں اگر مسلمانوں کے زعماء اور مصلحین کھڑے بھی ہوں اور چلاتے چلاتے ان کی آواز بیٹھ جائے اور لکھتے لکھتے انکے قلم ٹوٹ جائیں تب بھی وہ تمام اسلامی دنیا سے مال اور مردانہ وار کارناموں کے لحاظ سے اس کا دسواں حصہ بھی جمع نہیں کر سکتے جس قدر یہ چھوٹی سی جماعت خرچ کر رہی ہے۔

(اخبار الفتح 20 جمادی الآخر 1351ھ مطابق 22/اکتوبر 1932ء، الفضل 25/ دسمبر 1932 صفحہ5-6، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ4 تا 6)

۞ ...... اسی طرح جامعہ ازہر کے ماہوار رسالہ "نور الإسلام" نے بھی انہی دنوں لکھا کہ:

للقاديانية حركة نشيطة فی الدعوة إلى نحلتهم ولما كانوا يقيمون هذه النحلة على شیء من تعاليم الإسلام أمكنهم أن يدعوا أنهم دعاة الإسلام--- بعثوا بدعاتهم إلى سورية وفلسطين ومصر وجدة والعراق وغيرها من الإسلامية--- كثيرا ما وردتنا رسائل من البلاد العربية وغيرها كأمريكا يسأل محرروها عن أهل هذه النحلة ومبلغ صلتها بالإسلام۔

قادیانی لوگ اپنے مذہب کی طرف دعوت دینے میں مستعدی اور نشاط سے کام کر رہے ہیں۔ اور چونکہ وہ اپنے دین کی بنیاد بعض اسلامی تعلیمات پر رکھتے ہیں اس لئے ان کو موقعہ مل گیا کہ اسلام کے مبلغ ہونے کا دعویٰ کریں۔ انہوں نے اپنے مبلغ شام، فلسطین، مصر، جدہ، عراق اور دوسرے بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجے ہیں۔ کئی مرتبہ ہمارے پاس بلاد عربیہ اور امریکہ سے خطوط آتے ہیں جن کے لکھنے والوں نے دریافت کیا ہے کہ اس جماعت اور دین کی حقیقت کیا ہے۔ اور ان کا اسلام سے کس قدر تعلق ہے۔ (نور الإسلام رجب 1351ھ جلد 2 نمبر7۔اکتوبر، نومبر 1932ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 6 ص6-7)

مولانا ابوالعطاء صاحب کی حیفا سے واپسی

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب خدمت سلسلہ سے بھرپور ساڑھے چار سال گزارنے کے بعد 10/فروری 1936ء کو حیفا سے واپس قادیان جانے کے لئے روانہ ہوئے اور 23/فروری 1936ء کو خیریت سے قادیان دارالامان پہنچ گئے جہاں آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ از راہ شفقت بنفس نفیس ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے اور شرف مصافحہ و معانقہ کے بعد اپنی موٹر کار میں بٹھا کر شہر میں لے آئے۔

(ماخوذ از الحکم قادیان 28/ فروری و 7/مارچ 1936)

(باقی آئندہ)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

خطبہ جمعہ

موجودہ عالمی معاشی بحران کی اصل وجہ سب قدرتوں کے مالک اور رزّاق خدا کو حقیقی طور پر نہ ماننا یا ماننے کا حق ادا نہ کرنا ہے۔

آج مسلمان ممالک بھی دنیا کے معاشی نظام کی طرف چل پڑے ہیں بجائے اس کے کہ اس سے رہنمائی لیتے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو رہنمائی دی ہے۔

اس وقت ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو اس بات سے ہوشیار کریں کہ ان سب آفتوں اور بحرانوں کی اصل وجہ خدا تعالیٰ سے دُوری ہے۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف عدم توجہگی ہے۔ دوسروں کے وسائل پر حریصانہ نظر رکھنا ہے۔

دنیا کو اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہیں چاہے وہ گھریلو سطح پر ہوں، معاشرے کی سطح پر ہوں، ملکی سطح پر ہوں، بین الاقوامی سطح پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق سود سے بچیں۔

آج کل کے بحران کا حل مومنوں کے پاس ہے اور تمام مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کو اس بحران سے نکلنے اور نکالنے کے لئے پہل کرنی چاہئے۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی آواز کو بھی سننا ہوگا جو اس کے مسیح و مہدی کے ذریعہ ہم تک پہنچی کیونکہ اس کے بغیر اس زمانے میں کوئی نجات نہیں، کوئی تحفظ نہیں، کوئی ضمانت نہیں۔

(موجودہ معاشی بحران کے اسباب کا عارفانہ تجزیہ اور قرآن مجید کی روشنی میں اس کے دائمی حل کا بصیرت افروز بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ **31** / اکتوبر 2008ء بمطابق **31** / اخاء 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِناَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِراطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِکَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۔ذٰلِکَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَاللّٰهِ ۔ وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَکٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّن يَفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

(سورۃ الروم:38تا41)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ یقیناً اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔ پس اپنے قریبی کو اس کا حق دو، نیز مسکین کو اور مسافر کو۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے اچھی ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں اور جو تم سُود کے طور پر دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں مل کر وہ بڑھنے لگے۔ اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا اور اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تم جو کچھ زکوٰۃ دیتے ہو تو یہی ہیں وہ لوگ جو اسے بڑھانے والے ہیں۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں رزق عطا کیا۔ پھر وہ تمہیں مارے گا اور وہی تمہیں پھر زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شرکاء میں سے بھی کوئی ہے جو ان باتوں میں سے کچھ کرتا ہو۔ وہ بہت پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

یہ آیات جن کی مَیں نے تلاوت بھی کی اور ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ ان کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رزّاق ہونے کا اعلان فرمایا ہے کہ رزق میں کشائش وہ عطا فرماتا ہے اور تنگی بھی۔ کسی کا اگر رزق تنگ کرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ رزق کو دیتا بھی وہی ہے اور رزق کو روکتا بھی وہی ہے۔ فرمایا کہ حقیقی مومن کو اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزّاق بہت نشان دکھاتی ہے اگر اس کا ایمان پختہ ہو۔ آج کل جو دنیا کے معاشی حالات ہیں، جس معاشی بحران سے دنیا ہمیں گزرتی نظر آ رہی ہے، جس سے امیر ملک بھی متاثر ہیں اور غریب ممالک بھی۔ صنعتی ممالک بھی متاثر ہیں اور زراعت پر انحصار رکھنے والے ممالک بھی۔ اور وہ بھی جو سمجھتے ہیں کہ تکنیکی مہارت ہمارے پاس اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ دنیا کو ہماری خدمات کی ہر حالت میں ضرورت ہے کیونکہ آج کے اس سائنسی دور میں اور اس جدید دور میں ان خدمات کی بہت اہمیت ہے۔ بعض بڑی طاقتیں یہ سمجھ بیٹھی تھیں کہ ہماری معیشت اتنی زیادہ مضبوط ہوگئی ہے کہ اب ہم جلد ہی تمام دنیا کو اپنے زیرنگیں کرلیں گے گو کہ بہت سارے ملکوں کو وہ پہلے ہی ڈکٹیٹ (Dictate) کرواتے ہیں لیکن تمام دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہی تھیں۔ اُن کے خیال میں سائنس میں ہم اس حد تک ترقی کر چکے ہیں کہ اب ہمارا سائنس کے میدان میں کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ وسیع رقبہ اور مختلف موسموں کی وجہ سے خوراک میں ہم خود کفیل ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں کھانے پینے کی اشیاء کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں

رہی۔طبّی میدان میں ہم نے وہ ترقیات حاصل کر لی ہیں کہ اب دنیا ہی ہے جو ہم سے سب کچھ اس میدان میں سیکھے گی۔ ہتھیاروں کی دوڑ میں ہم سب دنیا سے آگے نکل چکے ہیں۔اب دنیا ہمارے تجربات سے فائدہ اٹھاتی ہے۔زمین کی تسخیر کے ساتھ ساتھ ان کے خیال میں آسمانوں پر بھی ہم نے کمندیں ڈال لی ہیں اس لئے اب ہر طرح سے اس دنیا پر ہمارا قبضہ ہوسکتا ہے اور ضروری ہے کہ اب دنیا ہماری برتری تسلیم کرے اور خود بخود اپنے آپ کو ہماری جھولی میں گرا دے۔

پھر بعض طاقتوں نے یہ سمجھا کہ ہمارے پاس معیشت کو کنٹرول کرنے کی جو طاقت ہے دنیا مجبور ہو کے ہم پر انحصار کرے اور اپنی مضبوط معیشت اور بعض میدانوں میں تکنیکی مہارت کے زعم میں ان لوگوں نے ایسی پلیننگ (Planning) کی کہ بہت ساری اپنی صنعت ختم کر دی اور زراعت بھی برائے نام رہ گئی۔نتیجہ یہ نکلا کہ معیشت کی تیزی سے گرتی ہوئی حالت اور جو ان کے پاس پہلے تھی، صنعت اور زراعت ان چیزوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی معیشت بڑی تیزی سے گرنے لگی۔تو یہ سب کچھ جو دنیا میں معاشی بحران کی صورت میں ہمیں نظر آ رہا ہے اس کی اصل وجہ کی طرف اب بھی ان لوگوں کی سوچیں نہیں جا رہیں اور وہ ہے سب قدرتوں کے مالک اور رازق خدا کو حقیقی طور پر نہ ماننا۔ یا ماننے کا حق ادا نہ کرنا، یہ بھی نہ ماننا ہی ہے۔یہ طاقتیں یا ملک جو معاشی لحاظ سے مضبوط ہیں یا کچھ عرصہ پہلے تک مضبوط تھے اس طرف کم توجہ دیتے ہیں کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا اپنا بھی ایک قانون چل رہا ہے۔ جب ارضی وسماوی آفات، زلزلوں اور سمندری طوفانوں یا ہری کینز (Hurricans) وغیرہ کی صورت میں یہ آفات آتی ہیں تو ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہر چیز تلپٹ ہو جاتی ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی غیر فطری طور پر جب معیشت کو چلایا گیا تو اس کے نتائج بھی سامنے آ گئے۔ایک تو خدا کو بھولنے کی وجہ سے جو زمینی و آسمانی آفات تھیں، انہوں نے اپنے اثرات دکھائے۔دوسرے معیشت کے لحاظ سے بھی جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کام کئے گئے تو اس نے اپنا اثر دکھایا اور اس کے لئے اب جو حل سوچے جا رہے ہیں وہ بھی کوئی ایسے دیرپا نہیں ہیں۔اصل حقیقت تک نہیں پہنچ رہے۔گو کچھ حد تک قریب آنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن جو اب تک حل ہیں، لگتا ہے کہ وہ ان کو مزید الجھاتے چلے جائیں گے۔

پس یہ سب باتیں جب ہم دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمارا ایمان مزید بڑھتا ہے۔اس وقت ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ دنیا کو اس بات سے ہوشیار کریں کہ ان سب آفتوں اور بحرانوں کی اصل وجہ خدا تعالیٰ سے دُوری ہے۔ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف عدم توجہگی ہے۔ دوسروں کے وسائل پر حریصانہ نظر رکھنا ہے۔ پس اگر مستقل حل چاہتے ہیں تو ان چیزوں کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔کئی بلین ڈالرز یا کئی بلین پاؤنڈز کی جو بیل آؤٹ (Bailout) ہے یا خرچ کرنا ہے یا امداد ہے وہ مستقل حل نہیں ہے کیونکہ اگر سوچا جائے تو یہ رقم بھی اسی جیب سے نکلتی ہے جس کو پہلے ہی نقصان ہو چکا ہے۔اور آج مسلمان ممالک کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی دنیا کے معاشی نظام کی طرف چل پڑے ہیں، بجائے اس کے کہ اس سے راہنمائی لیتے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُن کو راہنمائی دی ہے۔

ایمانداری اور اپنے ملک سے وفا کے تعلق کی جو انتہا ہے اس کا کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ سربراہانِ مملکت صرف اپنے مفاد دیکھتے ہیں۔مشرقِ وسطیٰ یا عرب ممالک جہاں تیل کی فراوانی ہے ان ملکوں نے بھی اپنی معیشت کو اس طرح نہیں چلایا جس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ایمان داری اور اس اصول پر چلنے کی وہ کوشش نہیں کی یا وہ حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دی جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔بے شک اپنے ملک کو ترقی دی ہے، باقی ملکوں کی نسبت اس کا انفراسٹرکچر بڑا بہتر بنا لیا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا وسائل کو اس طرح استعمال نہیں کیا گیا جیسا خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔مثلاً ان کے پاس اگر زائد رقم تھی اور بے تحاشا زائد رقم تھی، تیل کا اندھا پیسہ تھا تو اس رقم کو ان مغربی ممالک میں تجارت پر لگایا جہاں سے ان کو سود ملتا تھا اور وہ بھی ایسے غیر پیداواری کام پر جو صرف عارضی نفع کی چیز تھی۔یعنی بعض بینکوں کو یا بعض اداروں کو رقمیں جمع کروائی گئیں تا کہ سود ملتا رہے۔

ان اسلامی ممالک نے اپنے ملکوں میں دکھانے کے لئے گو ایک بینکاری نظام شروع کیا جسے اسلامی بینکنگ کہتے ہیں۔لیکن یہ بھی ایک شوگر کوٹڈ (Sugar Coated) قسم کی بینکنگ ہے۔ظاہر طور پر ہے کہ اسلامی بینکنگ ہے لیکن حقیقت میں وہ چیز نہیں ہے جو اسلام چاہتا ہے، جو قرآن چاہتا ہے۔ کیونکہ اگر گہری نظر سے دیکھیں تو کہنے کو اسلامی بینکنگ ہے لیکن سود کی ایک قسم ہے جو ان کو منافع میں ملتا ہے۔

بہرحال مَیں یہ بتا رہا تھا کہ اسلامی تعلیم سے ہٹ کر انہوں نے اپنے پیسے کا استعمال کیا اور مغربی ممالک کو یہ رقم دی جس کا کوئی پیداواری مقصد نہیں ہے اور اب جب معاشی بحران آیا ہے تو یقیناً ان کی رقوم کو بھی دھچکا لگا ہوگا۔ظاہر ہے جب سب دنیا متاثر ہوئی تو یہ بھی متاثر ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رزّاق ہونے کا ذکر فرمایا تو مومنوں کو جو نصیحت فرمائی ہے۔مَیں نے سورۃ الروم کی جو آیات تلاوت کی ہیں ان میں سے دوسری آیت میں فرمایا کہ اپنے قریبی کو بھی اس کا حق دو، مسکین کو اس کا حق دو اور مسافر کو اس کا حق دو۔یعنی اپنے پیسے کے صحیح استعمال کے لئے تین حقوق اس آیت میں بتائے گئے ہیں۔اور پھر آخر میں ان حقوق کو ادا کرنے کی وجہ سے دو باتیں بیان کی گئیں کہ اس کا مفاد تم کو اس طرح ملے گا کہ اللہ کی رضا حاصل کرو گے اور پھر دین و دنیا میں کامیابی حاصل کرو گے۔

پس مومن ہونے کے لئے صرف منہ سے یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم ایمان لائے یا ہم مسلمان ہیں یا یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں جو رزّاق ہے۔ایمان کے اعلان اور صفت رزّاق پر یقین کے لئے عملی نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔اگر اللہ تعالیٰ رزّاق ہے تو جو کامل ایمان والا ہے وہ کبھی رزق کی کمی سے نہیں ڈرتا۔اس کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے رزق مہیا کرنے کے سامان پیدا فرما دے گا اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے۔بہتر رزق پانے والا جس کے حالات بہتر ہیں، مالی حالات بہتر ہیں، معاشی حالات بہتر ہیں دوسرے کو بھی اپنے مال میں حصہ دار بناتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔زیادہ آمدنی والا ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتا ہے۔جس میں اپنے قریبی بھی ہیں، رشتہ دار بھی ہیں، ہمسائے بھی ہیں بلکہ مسلمان مسلمان کا جو بھائی ہے تو تمام اُمّت کو اس کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔امیر اسلامی ممالک جو ہیں ان کو اپنے غریب ملکوں کے بارے میں سوچنا چاہئے کہ ان کی ترقی کس طرح کی جائے اور پھر ہی یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صحیح حق ادا کرنا ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ اور 'اٰتِ' کا جو اللہ تعالیٰ نے لفظ فرمایا (الف ت سے) اس کے لفظ میں اعزاز کے ساتھ چیز دینا شامل ہے اور پھر حق کا لفظ استعمال کر کے مزید اس کو کھول دیا کہ اعزاز کے ساتھ ان کی خدمت کرنا تمہارا فرض ہے۔یہ عطا نہیں ہے، یہ بخشش نہیں ہے، یہ خیر نہیں ہے جو تم دوسرے کو ڈال رہے ہو۔بلکہ جو زائد رقم ہے اس میں سے ان کو دینا تم پر فرض ہے۔

پس اسلامی ممالک اگر اپنے غریب مسلمان ملکوں کی بہتری کا سوچتے، اپنے تیل کے پیسے سے ان کی ترقی کی طرف توجہ دیتے، بجائے لالچ میں آ کر اپنا مال مغربی ملکوں کے بینکوں کو دینے کے اور ان سے سود لینے کے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے اور پھر فلاح پانے والوں میں ہوتے۔ان ملکوں کے کئی دفعہ بیان آتے ہیں کہ ہمارے حالات ٹھیک ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے کہ ہمارے پاس تیل کی دولت ہے اس لئے ہمارے روپے کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ایک تو یہ کہ ان کا مغربی بینکوں میں جو روپیہ ہے یا ان اداروں میں ہے جو قرض دینے والے ہیں وہ تو بہرحال متاثر ہوتے ہیں۔اس لحاظ سے ان کا روپیہ بھی متاثر ہوا۔ مختصراً بتا دوں، اس پر ہمارے بعض احمدیوں نے مضمون بھی لکھے ہیں۔ بڑے اچھے مضمون ہیں۔یہاں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سارے احمدی بھی جو قرضے بینکوں سے لیتے ہیں، یہ ادارے جو قرضے دیتے ہیں، یہ تمام غیر پیداواری قرضے ہیں اور ان میں سے بہت بڑی رقم گھروں کے سامانوں کے خریدنے کے لئے، کاروں کے خریدنے کے لئے، گھر خریدنے کے لئے ہیں یہ سب غیر پیداواری چیزیں ہیں۔اور جب ان تیل کی دولت والوں کا روپیہ ان کے پاس آیا، ان بینکوں میں جمع ہوا تو ان مغربی ملکوں نے دیکھا کہ یہ تو بڑی تیزی سے ہمارے پاس مال آنے لگ گیا ہے تو انہوں نے اور زیادہ کُھلے دل سے قرضے دینے شروع کر دیئے۔بنک اپنا تو بہت تھوڑا سا خرچ رکھتے ہیں اور بقایا رقم کا بڑا حصہ یعنی 90، 95 فیصد دوسروں کا استعمال ہو رہا ہے اور اس میں جیسا کہ مَیں نے کہا، ان ملکوں کا جو تیل کی دولت پیدا کر رہے ہیں اور کوئی تعمیری کام یا پیداواری انویسٹمنٹ تو انہوں نے کی نہیں، غیر پیداواری مقاصد پر یہ لوگ خرچ کر رہے ہیں۔تو بہت بڑی رقم ہے جو اس کے اوپر خرچ کی جاتی ہے۔مثلاً یہاں ایک بینک والے نے مجھے بتایا کہ جو بینکوں کی کل انویسٹمنٹ ہے اس کا تقریباً 45 فیصد حصہ وہ گھروں کے خریدنے کے لئے قرضے دینے پر خرچ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ بہت ساری رقم دوسرے قرضوں میں چلی جاتی ہے اور تھوڑی سی رقم ہے جو پیداواری مقاصد کے لئے خرچ ہوتی ہے یا قرض دی جاتی ہے۔اس طرح آسان شرائط پر قرض دے دیا جاتا ہے۔ آسان شرائط کے بارہ میں میرے سامنے بیٹھے ہوئے بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ اگر تین لاکھ کا مکان ہے تو پہلے 10-15 ہزار اُن سے کیش مانگ لیا جاتا ہے حالانکہ پہلے خاص فیصد ہوتی تھی کہ اتنے فیصد دو گے تو تمہارا قرض منظور ہوگا اور بقایا تمام رقم بینک کا قرض ہوتا ہے۔

پھر جو قرض لینے والا ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ شرح سود کتنی ہے، کتنا مجھے اس پر دینا پڑے گا، کتنا عرصہ تک میں دیتا چلا جاؤں گا اور کتنی زائد ادائیگی کرنی پڑے گی؟ وہ صرف یہ سوچ رکھتا ہے کہ چلو گھر خرید لو۔واپسی آہستہ آہستہ ہوتی رہے گی۔لیکن نہیں جانتا کہ ایک تو یہ لمبا عرصہ کی ادائیگی ہے دوسرے اس کی اپنی آمدنی محدود ہے۔اس کے وسائل محدود ہیں اور اس قرض کی ادائیگی میں۔پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جو وہ متحمل نہیں ہوسکتا۔کیونکہ عموماً مہنگائی دوسری چیزوں کی بھی بڑھ رہی ہے اور پھر گھر کے بھی اخراجات بڑھتے ہیں۔اگر وہ قرض اتارنے لگے تو گھر کو کس طرح چلائے۔بہرحال اس چکر میں پھر ایسا قرض لینے والا پھنستا

چلا جاتا ہے اور پھر قرض بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگ یہاں پر اور دنیا میں ری مورگیج کا رواج ہے جو کرواتے ہیں اور پھر مزید قرضوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ کہنے کو تو ان کو رقم بینک سے مل گئی۔ لیکن اگر سوچیں تو مزید قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا۔ عارضی طور پر تو جان چھٹ گئی لیکن مستقل اُن کے اوپر ایک قرضہ چڑھ گیا۔ پھر بعض لوگ ایسے ہیں بعض بینکوں نے ایسے Incentive دیئے ہوئے ہیں کہ اپنی جیب سے بھی کچھ نہیں دیا، معاہدہ بینک کے ساتھ ہوگیا۔ مکان خرید لیا، کرایہ جمع سود بینک کو ادا کرتے رہے اور ساری زندگی کرایہ جمع سود ادا ہوتا رہتا ہے اور جب مرنے کے قریب آتے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ چیز واپس بنک کو چلی جاتی ہے۔ جب مَیں نے پچھلی دفعہ سود پہ خطبہ دیا تھا تو بہتوں نے اس سے جان بھی چھڑائی۔ اگر حقیقت میں سوچا جائے تو جو سُود کا قرض ہے وہ پھر اس طرح بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بہت سارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ڈیفالٹر بن جاتے ہیں۔ جن بینکوں نے لوگوں کو قرض دیئے ہوتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا وہ بھی لوگوں سے لے کر دیئے ہوتے ہیں، دوسرے کا پیسہ ہوتا ہے اور اس میں جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ تیل کے ملکوں کی بہت بڑی رقم شامل ہے جس کی وجہ سے ان لوگوں نے قرض دینے میں کھلے دل کا مظاہرہ کیا۔

یہ صورت حال صرف یہاں نہیں ہے، امریکہ میں بھی ہے اور دنیا میں بھی ہے تو بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قانون قدرت پھر اپنا کام کرتا ہے۔ جب ایک حد کو پہنچ کر لوگوں کی قرض کی واپسی کی طاقت ختم ہوئی تو بنکوں کو ہوش آئی کہ ہمارا اپنا پیسہ تو قرض میں تھا نہیں، یہ تو دوسروں کا پیسہ تھا اور پھر انہوں نے مزید قرضے دینے بند کر دیئے اور نہ صرف ان غیر پیداواری مقاصد کے لئے قرضے دینے بند کر دیئے بلکہ پیداواری مقاصد کے لئے بھی قرضے دینے بند کر دیئے۔ اس کا پھر یہی نتیجہ نکلا کہ پوری معیشت متاثر ہوگئی اور ملکوں کی معیشتوں کا کیونکہ ایک دوسرے پر انحصار ہے اس لئے پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آ گئی۔ اس لئے کسی ملک کا یہ کہنا کہ ہمارے پاس وسائل ہیں اور ہمیں فرق نہیں پڑتا، بالکل غلط ہے۔ ایک تو وہ رقم جو مغرب میں ہے اس کے فوری ملنے کا امکان نہیں۔ دوسرے جب معیشت برباد ہوئی تو جو چیز ان کے پاس ہے یعنی تیل جس کو وہ کہتے ہیں کہ اپنی معیشت (Economy) کو سنبھال لیں گے اس میں بھی کمی ہوگی۔ اس ہفتے کا ٹائمز رسالہ ہے اس نے مضمون لکھا ہے، کچھ حقائق پیش کئے ہیں۔ اس نے لکھا ہے کہ A sea of Debt کہ قرضوں کا ایک سمندر ہے اور ایسا سمندر جس کا پانی امریکہ، جو اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی معیشت سمجھتا ہے اس کی کشتی میں بھی اس حد تک بھر چکا ہے کہ وہ ڈول رہی ہے اور ڈوبنے کے قریب ہے۔ اور اس نے لکھا کہ امریکہ کی معیشت اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ جو بھی وہ کوشش کر لیں اس کی جلد بحالی کا امکان نہیں ہے۔ پھر یہ کہ معیشت کو جو جھٹکے لگ رہے ہیں اس سے دنیا کا کوئی ملک بھی اب محفوظ نہیں ہے۔ مغربی ملکوں، خاص طور پر امریکہ کی معیشت کا جو حال بیان کیا گیا ہے اس کا یہ حال ہے کہ مثلاً کریڈٹ کارڈ کا ان ملکوں میں بڑا رواج ہے۔ جس کو بغیر سوچے سمجھے استعمال کرنے کا رواج ہے۔ اس کی اب پابندی لگ گئی ہے اور بہت حد تک اس میں پابندی لگ رہی ہے۔ وہ جو لوگوں کی ایک لحاظ سے عیاشی بنی ہوئی تھی کہ بغیر سوچے سمجھے خرچ کئے جاتے تھے اس میں کمی آ گئی۔ کاروں کی سیل (Sale) کہتے ہیں کہ گزشتہ 15 سال کی کم ترین سطح پر آ گئی ہے۔ ہوائی سفروں میں کمی ہوگئی ہے جس کی وجہ سے بہت ساری کمپنیوں نے اپنی فلائٹس بند کر دی ہیں۔ یہ دو چیزیں خاص طور پر ایسی ہیں جن میں تیل کا استعمال ہوتا ہے تو جب استعمال ہی نہیں تو رقم کہاں سے آئے گی۔ کسی کو ضرورت ہی نہیں تو خود بخود اس کی طلب میں کمی ہو جائے گی اور جب طلب میں کمی ہوگی تو ظاہر ہے اس کا اثر پڑے گا۔

پھر لوگوں کے جو تفریحی پروگرام ہیں، کھانے پینے کے، ریسٹورنٹس وغیرہ کے، اینٹرٹینمنٹ (Entertainment) کے، ان ملکوں میں اس کا بہت زیادہ رواج ہے اس میں بھی کمی آ گئی ہے اور جب اس میں کمی آئے، خاص طور پر سردیوں میں کوئی آؤٹنگ (Outing) نہیں رہی تو پھر اس کا بعد میں یہ نتیجہ نکلے گا کہ ڈیپریشن جو ان ملکوں میں پہلے ہی بہت زیادہ ہے اس میں مزید اضافہ ہوگا۔ پھر جب یہ بیماری شروع ہو جاتی ہے تو اس کے اپنے بد اثرات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ سود پر انحصار کرنے والے یا اس کا کاروبار کرنے والے ایسے لوگ ہیں جیسے شیطان نے انہیں حواس باختہ کر دیا ہو۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ۔ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ۔ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقرة:276) یعنی وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوتے۔ مگر ایسے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے اپنے مَس سے حواس باختہ کر دیا ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے کہا یقیناً تجارت سود ہی کی طرح ہے جبکہ اللہ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جس کے پاس اس کے ربّ کی طرف سے نصیحت آ جائے اور وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا اسی کا رہے گا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو کوئی دوبارہ ایسا کرے تو یہی لوگ ہیں جو آگ والے ہیں جو اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

باقی اثرات تو جو ہونے ہیں وہ تو ہیں ہی۔ اس وجہ سے جن کی رقم ضائع ہوگئی یا کم از کم یہ خوف ہو گیا کہ کچھ عرصہ کے لئے ہمیں رقم نہیں ملے گی یا باوجود حکومتوں کی تسلّیوں کے یہ خوف کہ ہماری رقم ضائع ہو جائے گی تو یہ خوف ہی بہت خطرناک چیز ہے۔

پھر جن کے پروگرام تھے کہ اپنی جائیداد کو ری مورگیج کروالیں گے پھر قرضے اتاریں گے تو ان کا بھی حال خراب ہے۔ قرضے نہ ملنے کی وجہ سے مکان باوجود اس کے کہ ان کی قیمتیں کئی فیصد گر گئی ہیں، فروخت نہیں ہو رہے۔ کیونکہ لوگوں کے پاس نقد نہیں ہے اور بینک والے قرض نہیں دے رہے کیونکہ بینک پہلے تو جرأت کر رہے تھے اب ان کے پاس خود پیسہ نہیں ہے۔ اب جب حالات بدلے ہیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح ہے جس طرح شیطان کے مَس سے حواس باختہ ہو گئے ہیں، دنیا کی اکثریت جو اس میں ملوث تھی مخبوط الحواس ہو چکی ہوئی ہے۔ اللہ رحم کرے۔ اور لگتا ہے کہ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ جب ایسی حالت ہو تو ڈیپریشن بھی بڑھتا ہے اور معاشرے میں ایک ابتری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ڈیپریشن سے ان کا ہی ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ اقتصادیات والے یہ کہتے ہیں، ان کا انگریزی کا لطیفہ ہے کہ

If my neighbour loses his Job, it is recession. If I loose my Job it is depression.

یعنی اگر میرا ہمسایہ اپنی ملازمت سے فارغ ہوتا ہے، اس کی نوکری ختم ہوتی ہے تو یہ recession کہلاتا ہے اور اگر مجھے نوکری سے فارغ کر دیا جائے تو پھر depression ہو گیا۔ اقتصادیات میں recession اور depression کی ٹرم ہے۔ اس کا موٹا مطلب یہ ہے کہ recession وہ ہے جو عارضی معاشی بحران ہوتا ہے اور depression وہ ہے جو مستقل معاشی بحران ہوتا ہے۔ لیکن اس وجہ سے اور لوگوں میں بھی depression پیدا ہو جاتا ہے۔ جب نوکریاں چھٹتی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اور وہ بیماری کا Depression ہے اور یہ معاشی بحران جو آیا ہے تو اس نے دنیا میں لاکھوں لوگوں کی نوکریاں چھڑوا دیں۔

پس اب بھی اگر دنیا میں عقل ہے تو اس سودی نظام سے جان چھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ تجارت کریں جسے اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے اور مسلمان ممالک بھی جن کے حالات بہتر ہیں اپنی مثالیں قائم کریں۔ مسلمان کو سود کی سختی سے مناہی کی گئی ہے۔ ورنہ پھر اس دنیا کے بعد آخرت کی سزا کی بھی وارننگ ہے۔

جو ممالک اپنے وسائل ہوتے ہوئے ایماندار نہیں ہیں اور ان کی حکومتیں اپنے وسائل ضائع کر رہی ہیں یا اپنے ذاتی مفاد اٹھا رہی ہیں ان کو بھی ہوش کرنی چاہئے۔ مثلاً پاکستان ہے یا اس جیسے اور ممالک ہیں جن کے لیڈروں نے کبھی بھی اپنے ملک سے وفا نہیں کی اور ملک کو لُوٹتے ہی رہے ہیں اور دنیا سے قرضے لے لے کر اس پہ گزارا کرتے رہے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے بڑی خوشی سے یہ اعلان ہوا کہ چار سو ملین یا پتہ نہیں کتنے سو ملین ڈالر کا پاکستان کے لئے قرض دوبارہ منظور ہو گیا ہے۔ اس کی واپسی کس طرح ہوگی؟ کچھ پتہ نہیں ہے۔ کیونکہ پہلی پیمنٹ (Payment) جو انہوں نے کرنی ہے، جو قرضے دینے ہیں اس کے بارے میں ایک شور پڑا ہوا ہے۔ بڑا شور تھا کہ ہمارے فارن ایکسچینج کے ریزرو بڑھ گئے۔ اب جب حقیقت ساری ظاہر ہوئی تو پتہ لگا کہ ان کے پلّے کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل سے بھی نوازا ہوا ہے اور زراعت کے لحاظ سے بہترین موسمی لحاظ سے، زمینوں کے لحاظ سے بھی نوازا ہوا ہے۔ لیکن مانگنے اور قرض لینے کی اور اپنے وسائل کو صحیح طور پر استعمال نہ کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ پھر غیرت بھی ختم ہوگئی ہے۔ یہی حال بعض افریقن ملکوں نائیجیریا کا ہے۔ تیل کی دولت سے مالا مال ہے لیکن ان کے لیڈروں کو بھی کوئی خیال نہیں۔ بہر حال اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ خدا کو بھلا کر، اس تعلیم پر عمل نہ کر کے سودی نظام میں پھنس گئے ہیں، لالچوں میں پھنس گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سود دینے والوں کو فرماتا ہے کہ تمہارے خیال میں جو مال سود کی وجہ سے بڑھ رہا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔ اور جو اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اس میں پھر برکت نہیں پڑ سکتی۔

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ مسلمان ممالک جو سُود پر بینکوں میں رقم رکھتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی اس تنبیہ کے نتیجہ میں زیادہ بڑی سزا ملے گی۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ ہم محفوظ ہیں بالکل غلط خیال ہے۔ بلکہ اب تو حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ غیر مسلم بھی اس سزا کے جال میں آ گئے ہیں، اس پکڑ میں آ گئے ہیں اور وقتاً فوقتاً آتے رہیں گے۔

اس آیت میں جو آیت نمبر 40 ہے اس میں زکوٰۃ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو غریبوں کا حق

ہے۔ پہلے بھی تین مختلف باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی اور اس میں بھی کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ غریبوں کا بھی حق ہے اور حکومت کا بھی حق ہے اور اسلام کی خدمت بھی ہے۔ جبکہ سودی نظام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جب یہ حق ادا نہیں کرتے تو امیر، امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور ایک حد تک ہی ہوگا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو وہی نتیجے نکلتے ہیں جو آجکل نکل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پہلے بھی اس کی ہدایت دے چکا ہے کہ معاشرے کے ہر طبقے کا حق ادا کرو کیونکہ یہی حقیقت میں تمہارے مال میں اضافے کا باعث بنے گا نہ کہ سود۔ پس اس اہم نکتے کو مسلمان ملکوں کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے اور یہ بات ایسی ہے جس کو ان مغربی ممالک نے بھی کسی زمانے میں ریئلائز (Realise) کیا۔ جرمنی کی حکومت نے چند دہائیاں پہلے اس بات کو سمجھا اور وہ چاہتے تھے کہ سود ختم ہو جائے۔ لیکن پھر بدقسمتی کہنا چاہئے کہ اپنی سوچ کو عملی جامہ نہیں پہنا سکے۔ اب بھی گزشتہ دنوں یہ خبر تھی اس کرائسز کے بعد شرح سود میں کمی کی وجہ سے معیشت میں کچھ بہتری پیدا ہوئی۔ لیکن اصل حل یہی ہے کہ جو لے لیا وہ تو لے لیا۔ وہ تو معاملہ ختم ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ جو بقایا سود ہے اس کو اب ختم کرو اور اسے معاف کر دو اور آئندہ سود لینے سے توبہ کرو۔ اور جو مومن ہیں، جو مسلمان ہیں ان کو خاص طور پر بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگر یہ ہوگا تو پھر یہ جو چند سالوں بعد بار بار بحران آتے ہیں، معیشت کو دھچکے لگتے ہیں، ساری دنیا میں ہر ایک ملک اور افراد کو مصیبت پڑ جاتی ہے اس سے بچ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الرّوم کی آیت نمبر 41 میں (جو مَیں نے تلاوت کی) یہ ساری باتیں بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں رزق عطا کیا پھر وہ تمہیں مارے گا اور وہی پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی ہے جو ان باتوں میں سے کچھ کرتا ہو؟۔ وہ بہت پاک ہے۔ وہ بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پیدا کر کے پھر چھوڑ نہیں دیا۔ رزق عطا کیا ہے۔ وہ رزق عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے وہ اپنی تمام مخلوق کو رزق دیتا ہے جو جانور ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے، جو پرندے ہیں ان کو بھی رزق دیتا ہے۔ تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے تو تمہیں بھی رزق دے گا اگر اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرو گے۔

پس اللہ فرماتا ہے تمہاری توجہ یہ رہنی چاہئے کہ ان حکموں کو ہر وقت اپنے سامنے رکھو، کیونکہ موت دینے والا بھی وہی ہے اور موت کے بعد زندہ کر کے اس کو اپنے سامنے حاضر بھی وہ کرے گا۔ سوال و جواب بھی ہوں گے۔ اس لئے نہ ظاہری شرک کرو۔ نہ مخفی شرک کرو اور نہ ہلکا سا بھی اس کے حکموں سے انحراف کرنے کی کوشش کرو۔ اور مسلمان کے لئے خاص طور پر یہ تنبیہ ہے۔ اس سُودی کاروبار کا جو بیان ہے یہ ایسا خطرناک ہے کہ ہم احمدیوں کو تو خاص طور پر اس سے بچنا چاہئے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں فرمایا کہ سود چھوڑ دو۔ فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (البقرۃ:279) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم فی الواقع مومن ہو۔

اللہ تعالیٰ سود لینے کی مناہی کے بارے میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَاتَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (البقرۃ:280) اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو اور اگر تم توبہ کرو تو اصل زر تمہارے ہی رہیں گے۔ نہ تم ظلم کرو گے نہ تم پہ ظلم کیا جائے گا۔ مومنوں کو خاص طور پر تنبیہ کی گئی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسی نظام یعنی سودی نظام کے اثرات ہر مذہب والے پر پڑ رہے ہیں چاہے وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم ہے۔ پہلے تو یہ بتایا تھا کہ شیطان اس وجہ سے تمہارے حواس کھو دے گا اور اس حواس کھونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ سُود میں ڈوبتے چلے گئے۔ پتہ ہی نہیں لگ رہا کہ کس طرح خرچ کرنا ہے۔ وہ سوچیں ہی ختم ہو گئیں جس سے اچھے بھلے کی تمیز کی جا سکتی ہو۔ اور اب فرمایا اللہ اور رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے اور جب اللہ اور رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہو تو نہ دین باقی رہتا ہے اور نہ دنیا۔ دین تو گیا ہی، اس کے ساتھ دنیا بھی گئی۔

مسلمان ممالک اگر خاص طور پر یہ جائزہ لیں۔ ہر ملک کو یہ جائزہ لینا چاہئے لیکن ان ملکوں کو تو خاص طور پر (جائزہ لینا چاہئے) تو انہیں نظر آئے گا کہ سُود کی وجہ سے امیر غریب کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے، ملکوں کے اندر بھی اور ایک دوسرے ممالک میں بھی، جو غریب مسلمان ممالک ہیں وہ غریب تر ہو رہے ہیں۔ جو امیر ہیں، تیل والے ہیں وہ سمجھ رہے ہیں ہمارے پاس دولت ہے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پھر بغاوتیں ہوتی ہیں مسلمان ملکوں کے اندر بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی۔ جیسا کہ مَیں نے پاکستان کی مثال دی تھی۔ وہاں بھی امیر غریب کا فرق بہت وسیع ہوتا چلا جا رہا ہے اور ملک میں بے چینی کی وہاں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ دولت کے لالچ میں امیر غریب کے حقوق ادا نہیں کرتے اور اسی وجہ سے پھر مولوی کو اس ملک میں کھل کھیلنے کا موقع مل رہا ہے۔ اگر غریب کا حق صحیح طرح ادا ہوتا تو وہ خودکش بموں کے حملے جو غریبوں کے بچوں کو استعمال کر کے کروائے جاتے ہیں اس میں ان لوگوں کو آج اس طرح کامیابی نہ ہوتی۔ گو اس کی اور بھی وجوہات ہیں لیکن ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ پس یہ جو ہنگامی حالتیں ہیں، غریب ملکوں میں بھی اور امیر ملکوں میں بھی جو اور زیادہ ابھر کر سامنے آ رہی ہیں یہ اب اللہ تعالیٰ کے اعلان کا نتیجہ نکل رہا ہے۔ پھر ماضی میں بھی ہم نے دیکھا اور آج کل بھی دیکھتے ہیں کہ سُود کے لئے دیا گیا جو روپیہ ہے یہ جرموں کی وجہ بن رہا ہے۔ یہ روپیہ اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ اس کو استعمال کر کے دوسروں کے وسائل پر قبضہ کرو تا کہ یہ واپسی قرض بھی محفوظ ہو جائے اور آمد کا ذریعہ بھی مستقلاً بن جائے۔

آج کل امن کی بحالی کے نام پر جو جنگیں ہو رہی ہیں یہ جغرافیائی حدود پر قبضہ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے ہیں۔ اگر کوئی حکومت ان کی اچھی شرائط مان لے تو وہیں امن بھی قائم ہو جاتا ہے یا اپنی مرضی کا مقامی شخص وہیں ان کا صدر بنا دیا جاتا ہے یا حکومت بنا دی جاتی ہے ورنہ پھر جنگیں لمبی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ پیچھے سے رقم ان کو فیڈ (Feed) ہوتی رہتی ہے اور یہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہے اس لئے ایک وقت آتا ہے کہ طاقتور کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ دکھاتا ہے اور پھر اسے ذلیل کر دیتا ہے اور یہ ہم نے اب اس زمانے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تمام تر کوششوں اور بہتر معاشی حالات کے باوجود جب اللہ تعالیٰ نے جھٹکا دیا تو تمام بڑی طاقتوں کی جو معیشتیں تھیں وہ ایک ٹھوکر سے گرتی چلی گئیں۔ وہ رقمیں دینے والے ادارے بھی کسی کام نہ آ سکے بلکہ حکومتوں کو اپنے خزانے سے، لوگوں کے مال سے، ان کو سہارا دینا پڑا۔ جن سے قرضے لئے جاتے تھے انہی کو سہارے بھی دیتے جا رہے ہیں اور وہاں بھی پبلک کا پیسہ استعمال ہو رہا ہے لیکن کوئی ضمانت نہیں کہ کس حد تک اور کتنی جلدی حالات بہتر ہوں گے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ دنیادار اب خود بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ امریکہ جیسی طاقتور معیشت کے بھی جلدی سنبھلنے کے امکانات نہیں ہیں۔ مَیں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ دوسروں کے وسائل پر نظر ہے اور ان لوگوں کو نظر آ رہا ہے کہ دوسروں کے وسائل پر نظر ہے۔ اور یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے جو دنیا کے امن برباد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ (الحجر:89) اور ان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھو جو ہم نے انہیں عارضی دنیا کا سامان دیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جو مال تمہارا نہیں ہے، جو تمہیں نہیں ملا اس کے پیچھے نہ پڑو۔

پس یہ ایک اصولی ہدایت ہے کہ ہر ایک اپنے وسائل پر انحصار کرے اور مومنوں کے لئے خاص طور پر ہدایت ہے کہ دنیا کا مال و متاع عارضی چیز ہے تمہاری اس طرف نظر نہ ہو۔ کیونکہ یہ دائمی رہنے والی چیز نہیں ہے بالکل عارضی چیزیں ہیں۔ ایک مومن کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی فکر کرنی چاہئے۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ عارضی مال و متاع رکھنے والے بھی تباہی کی طرف جا رہے ہیں اور اس کی خواہش رکھنے والوں کا بھی یہی انجام ہوگا۔ پس دنیا کو اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہیں چاہے وہ گھریلو سطح پر ہوں، معاشرے کی سطح پر ہوں، ملکی سطح پر ہوں، بین الاقوامی سطح پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق سود سے بچیں۔ گھریلو سطح پر اگر قناعت ہو جائے تو نہ زائد گھریلو ضروریات ہوں گی نہ قرض کی خواہش ہوگی۔ نہ ہمسائے کا اچھا صوفہ یا کوئی چیز دیکھ کر یہ خیال ہوگا کہ مَیں بھی خریدوں۔ نہ اپنے دوست کی اچھی کار دیکھ کر یہ خیال ہوگا کہ میرے پاس بھی ایسی کار ہو۔ اور نہ کسی عزیز کا گھر دیکھ کر فوری طور پر گھر خریدنے کی خواہش بھڑکے گی۔ بے شک گھر ہونا چاہئے، ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے لیکن سود کے پیسے سے نہیں۔

اسی طرح ملک ہیں۔ دوسرے کے مال پر قبضہ کرنے کی بجائے اگر تجارت سے ایک دوسرے کے وسائل سے فائدہ اٹھائیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے غریب ملکوں کو بھی اس تحفظ کا احساس ہو کہ میرے وسائل، جو ہمارے ملک کے وسائل ہیں ہماری ترقی کے لئے خرچ ہوں گے، استعمال ہوں گے۔ اگر بین الاقوامی مدد ہے تو ملکوں کو یہ احساس ہو کہ یہ ہماری بھلائی کے لئے ہے نہ کہ ہمارے وسائل پر قبضہ کرنے کے لئے۔ پھر لیڈرز اپنے ملک کی دولت پر مجموعی طور پر جو ملک کی دولت ہے اس کو ایمانداری سے ملک کے مفاد کے لئے استعمال کریں تو فساد ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھتے ہوئے حقدار کو اس کا حق ادا کیا جائے تو شیطان کے مَس سے بچ سکتے ہیں۔ سودی نظام سے بچیں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ اگر دنیا اسے ہر سطح پر نہیں سمجھے گی تو پھر جنگ کی صورت رہے

گی۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً اسی طرح دنیا والوں کو مار پڑتی رہے گی۔

پس آج کل کے بحران کا حل مومنوں کے پاس ہے اور تمام مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کو اس بحران سے نکلنے اور نکالنے کے لئے پہل کرنی چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ(آل عمران:131) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو سُود در سُود نہ کھایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

پس اللہ کرے کہ فلاح پانے کے لئے کم از کم مسلمان دنیا کو یہ تقویٰ حاصل ہو جائے اور خاص طور پر امیر مسلمان ممالک کو جنہوں نے سُود کی کمائی کے لئے اپنی رقمیں لگائی ہوئی ہیں۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی اس آواز کو بھی سننا ہوگا جو اس کے مسیح و مہدی کے ذریعہ ہم تک پہنچی کیونکہ اس کے بغیر اس زمانے میں کوئی نجات نہیں، کوئی تحفظ نہیں، کوئی ضمانت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مر چکی ہے۔ یہ زمانہ ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ(الروم:42) کا ہو گیا ہے۔ جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں۔ جنگل سے مراد مشرک لوگ اور بحر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جاہل اور عالم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ غرض انسانوں کے ہر طبقے میں فساد واقع ہو گیا ہے۔ جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے۔ روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اس کی تاثیریں نظر آتی ہیں۔ اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا ابتلا ہے۔ خدا پرستی اور خدا شناسی کا نام و نشان مٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نور نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نُور کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نُور سے فائدہ اٹھاتے ہیں‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد سوم صفحہ 52۔زیر سورۃ الروم آیت نمبر 42)

خدا تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ اس نُور کے دائرے کے اندر آ جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کی وجہ سے جو اس دنیا میں فساد برپا ہے اس سے بچ سکیں کیونکہ اب خدا کی پہچان کروانے، اس تک پہنچانے کا یہی ایک ذریعہ ہے جو بندے کو خدا کا صحیح عابد بنائے گا، جو آنحضرت ﷺ کا صحیح اور حقیقی مطیع اور فرمانبردار بنائے گا۔ اللہ کرے کہ دنیا اس اہم بنیادی اصول اور نکتے کو پہچان لے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

ایک تو یہ اعلان ہے کہ عصر کی نماز کا وقت آجکل سوا دو بجے سے شروع ہو جاتا ہے تو ابھی میں جمعہ کے بعد عصر کی نماز بھی پڑھاؤں گا۔ صرف آج جمعہ کے لئے۔ کل سے نہیں۔ اور دوسرے یہ بھی وجہ ہے کہ لجنہ کا اجتماع ہو رہا ہے۔

نمازوں کے بعد انشاء اللہ ایک نماز جنازہ پڑھاؤں گا جو میری خالہ زاد امۃ المجیب بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب مصطفیٰ خان صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 21؍اکتوبر کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 66 سال ان کی عمر تھی۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی یہ سب سے بڑی بیٹی اور اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نواسی بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ ان کی ربوہ میں تدفین ہوئی ہے۔ میرے ساتھ ان کا بڑا اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور جنت میں جگہ دے۔

ان کی دو بیٹیاں رملہ خان۔ جو ہمارے ڈاکٹر افضال الرحمٰن صاحب جو امریکہ میں ہیں ان کی اہلیہ ہیں۔ دوسری صائمہ خان۔ باسل احمد خاں صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نواسے اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے پوتے ہیں ان کی اہلیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ نمازوں کے بعد انشاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾

بقیہ:خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ ہالینڈ از صفحہ نمبر 2

ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اسے قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور اس کا نام صراط مستقیم ہے۔ فرمایا کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں وہ ایک سعیر و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں، یعنی آگ میں جل رہے ہیں اور طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ تقویٰ سے دوری کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ایک احمدی کو اپنے تقویٰ کے معیاروں کو دیکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ذاتی طور پر بھی، دینی و دنیاوی، مشکلات و مصائب اور ان کے شر سے محفوظ رہے اور جماعت کی حیثیت سے بھی اور یہی وہ امن کا مقام ہے جو ایک متقی کو اس دنیا میں ملتا ہے اور مرنے کے بعد بھی جس کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ(الدخان :52) متقیوں کے لئے یقیناً امن والا مقام ہے۔ پس یہ وہ دائمی امن ہے جس کے لئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی انعام یافتہ کہلانے کا دعویٰ کرنے والے جو مومن ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا، ہم اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں میں سے ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ(التوبۃ:4) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ(الجاثیۃ:20) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے سلوک اور متقی کا اللہ تعالیٰ صرف دوست ہی نہیں بلکہ متقی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کرنے والے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دنیا والے اپنے عزیز تعلقات کو نبھانے کے لئے جو بھی میسر وسائل ہوں ان سے ان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ اپنے دوست اور پیار کرنے والے دوست کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا جو تمام دنیا کا مالک بھی ہے۔ دنیا کے خزانے تو محدود ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خزانے تو لامحدود ہیں۔ پس بڑی کوشش سے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے تا کہ ان انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیاروں اور اپنے دوستوں اور ان کے لئے رکھے ہیں جن کو خدا تعالیٰ معزز سمجھتا ہے یا جو خدا تعالیٰ کی نظر میں معزز ہیں۔ دنیا کی عزتیں تو عارضی ہیں۔ اصل عزت تو وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس اصل کو سمجھنے والا ہو۔

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ (المائدہ:54) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں کھاتے ہیں۔ کس بات پر قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اللہ اور رسول حکم دیں تو وہ ہر قربانی کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوں گے اور یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے، بڑے دعوے ہوتے ہیں ان کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ (النور:54) ان سے کہہ دو کہ قسمیں نہ کھاؤ، معروف اطاعت کرو۔ ایسی اطاعت کرو جو عرف عام میں اطاعت کہلاتی ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں اطاعت نہیں تو پھر بڑی باتوں میں بھی اطاعت نہیں ہوگی۔ نظام جماعت کے فیصلے ہوں تو فوراً مانو ورنہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ نظام جماعت کے فیصلے مان نہیں رہے یا اگر مان بھی لو تو بڑی بے چینی سے ان کو تسلیم کر رہے ہو بجائے خوش دلی سے قبول کرنے کے دل میں انقباض ہو۔ فرمایا کہ اطاعت ایسی ہو جو کامل اطاعت ہو۔ یہ انقباض والی اور بے چینی والی اطاعت نہیں ہونی چاہئے۔ ایسی اطاعت کرنے والے جو کامل اطاعت کرنے والے ہیں وہ پھر وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم ظاہر میں کیا کرتے ہو اور دلوں میں تمہارے کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس جہاں ہم احمدیوں کو خوش ہونا چاہئے کہ ہم نے کامل وفا اور اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا ہے، لبیک کہا ہے جس سے دوسرے محروم ہیں اور صرف منہ سے اطاعت کا نعرہ لگاتے ہیں وہاں استغفار اور توبہ کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس انعام سے چمٹے رہنے کی دعا بھی کرنی چاہئے۔ کبھی ایسا وقت نہ آئے جب ہمارے ایمانوں میں دنیاوی تکالیف کی وجہ سے ہلکی سی لغزش بھی آئے۔ ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمیں ہمیشہ ثبات قدم حاصل رہے۔ کبھی ہمارے دلوں میں کجی نہ آئے، کبھی ہمارے اندر دنیا کا لالچ پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس ایسے لوگ جو توبہ اور استغفار کرتے ہوئے اس کی طرف جھکے رہیں گے اطاعت کے معیار حاصل کرتے چلے جانے والے ہوں گے۔ وہ لوگ جو اطاعت کے معیار حاصل کرتے چلے جانے والے ہوں، تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں ان کو ایک ایسا انعام ملتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے پختہ انعام والوں سے وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو نیک اعمال بجالانے والے ہیں۔ وہ وعدہ کیا ہے؟ وہ وعدہ یہ ہے کہ انہیں خلافت کے انعام سے نوازا ہے خلافت کا انعام ملنے کا فائدہ کیا ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خلافت کا ادارہ اور خلیفۂ وقت ہر قسم کے خوف سے آزاد ہوگا۔ خوف کے حالات تو پیدا ہوں گے لیکن ایسے حالات میں وہ صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھکے گا اور اللہ تعالیٰ خوف کے حالات کو پھر جماعت کے لئے بھی امن میں بدل دے گا۔ مومنوں کے لئے ڈھارس کے سامان خدا تعالیٰ اس ذریعہ سے پیدا فرمائے گا۔ مومن جب بھی پریشانی میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی تسکین کے سامان پیدا فرمائے گا۔ پس یہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اس آیت سے پہلے کی چار آیات میں اطاعت پر اتنا زور دیا گیا ہے اور بعد میں بھی ایک دو آیات ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی بھی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ نبوت کی نیابت کی وجہ سے خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی بھی اطاعت کرو اور روحانی سلسلوں میں نبوت کے بعد اولوالامر سب سے اوّل خلیفہ وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر مرتبے کے لحاظ سے جماعت کا نظام ہے۔ یا دنیاوی لحاظ سے جس ملک میں رہتے ہیں اس کا سربراہ ہے۔ اس کے بعد مرتبے کے لحاظ سے باقی انتظامیہ کے عہدیداران ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پس یہ خدا تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دی ہے کہ جب روحانی سلسلوں میں تمہارے اطاعت کے معیار اچھے ہوں گے جماعت احمدیہ کو خاص طور پر تمہاری ایمانی حالتیں بہتری کی طرف مائل ہوں گی تم تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے رہو گے۔ جہاں تمہیں ذاتی مفاد حاصل ہو رہے ہوں گے وہاں سب سے بڑا فائدہ تمہیں یہ ہوگا کہ نبی کے بعد تم بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ خدا تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمہیں دوبارہ تھام لے گا۔ یہ خوشخبری دی کہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام ہی تمہارے لئے چن لیا ہے تو اس پر تمہیں قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ اپنے انعامات سے نوازنے کے لئے خلافت کے ذریعہ ہی تمہیں تمکنت دین بھی عطا کرے گا اور انعامات سے بھی نوازے گا۔ خوف کے حالات جب بھی پیدا ہوں گے اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر تو خلیفہ وقت اور مومنوں کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ تسکین کے سامان پیدا فرما دے گا۔ یہ میرا ابھی تجربہ ہے پہلے کا اور روزانہ مَیں ڈاک میں ایسے خط پڑھتا ہوں کہ ذاتی یا جماعتی جب بھی کوئی پریشانی ظاہر ہوتی ہے جماعت کے افراد خود بھی دعا کرتے ہیں اور خلیفۂ وقت کو بھی لکھتے ہیں اور وہ پریشانیاں سب دُور ہو جاتی ہیں۔ اس اکائی کی وجہ سے خدا تعالیٰ ایسے ایسے معجزات دکھا رہا ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے یہاں تک کہ غیر بھی اعتراف کرتے ہیں کہ یقیناً خدا تعالیٰ

تمہارے اور تمہارے خلیفہ کے ساتھ ہے جو ایسے معجزات ہوئے ہیں لیکن دنیا کا خوف ان کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور قبول حق سے روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت کے آخر پر یہ کہہ کر کہ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:56) جو اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے، یہ اعلان کر دیا۔ پس اس زمانے کے امام کو ماننے اور اس کے بعد خلافت کے نظام کے اندر آنے میں اب ہر مسلمان کی بقا ہے۔ دنیا کی بقا ہے۔ ورنہ یہ واضح نشانات دیکھنے کے بعد دنیاداری یا دنیا کا خوف اگر زمانے کے امام کو ماننے کی راہ میں حائل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر تم نافرمانوں میں سے ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانوں کے لئے کوئی ضمانت نہیں کہ ان کے خوف کو بھی امن میں بدل دے گا۔ ان کے لئے کوئی ضمانت نہیں کہ ان کی دعائیں اور عبادتیں قبول کی جائیں گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اطاعت کا حکم اور اس کے نتیجہ میں فضلوں کی بارش کا برسنا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی خوشخبری اور انعام کے طور پر بتایا گیا ہے۔ پس اس انعام کی قدر کرنا ہر احمدی کا کام ہے اور احمدیت کا پیغام جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو دنیا تک پہنچائیں۔ اور اس کے بہتر نتائج اس وقت تک نہیں نکل سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نمازوں سے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو۔ دعائیں کرو اس کے لئے۔ نمازیں تم پر فرض کی گئی ہیں ان کو تمام تر شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ پانچ نمازیں ہیں حتی الوسع اگر کوئی جائز عذر نہیں تو باجماعت نمازوں کی ادائیگی تمہارا فرض ہے۔ اس طرف تمہاری توجہ رہے گی تو تم اس انعام کے مستحق رہو گے۔ اس سے فیض پاتے رہو گے، ہر قسم کے شرک سے پاک رہو گے۔ تو برکات بھی بڑھتی چلی جائیں گی اور فیض بھی تمہارا بڑھتا چلا جائے گا اور پھر مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ ساتھ فرمایا ان فرائض کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے جو مالی قربانیوں سے وابستہ ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کا نظام ہمیشہ رہنا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے وعدے کے ساتھ عبادتوں، نمازوں اور مالی قربانیوں کو رکھ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس نظام کی حفاظت نمازوں کے قیام اور مالی قربانیوں سے ہوگی۔ اس زمانے میں جب مادہ پرستی ہوگی یعنی آج کل کے زمانے میں اور دنیا ہوا و ہوس کی طرف جارہی ہوگی خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھیں اور نظام جماعت کو چلانے اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر صاحب حیثیت کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ ہر احمدی کو ہر مومن کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی ہوگی اور یہ ہوگا تبھی تم رسول کی اطاعت کا حق بھی ادا کر سکو گے اور خلافت کے انعام سے فیض اٹھاؤ گے اور یہ بات پھر مومنین کو خدا تعالیٰ کے رحم کی چادر میں لپیٹ لے گی۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انعامات سے خدا تعالیٰ نوازتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ افراد جماعت میں یہ روح ہمیشہ قائم رہے۔

اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دلائی کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ کفار یا مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کرنے والے کبھی ہمیں اتنا عاجز کر سکیں گے کہ ہماری ترقیاں رک جائیں گی۔ ان کی تدبیریں جتنی بھی بڑھتی چلی جائیں۔ ان کے مکر جتنے بھی بڑھتے چلے جائیں۔ ان کی کوششیں اور مخالفتیں جتنی بھی بڑھتی چلی جائیں۔ اللہ خَیْرُ الْمٰکِرِیْن ہے۔ اس کے یہ الفاظ جو ہیں ہمیں ڈھارس بندھا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی ڈھال کے نیچے جماعت نے ترقی کرنی ہے۔ چند لوگوں کی شہادت یا کچھ لوگوں کے جیل میں بند رہنے کی وجہ سے یا مالی نقصان پہنچانے سے اللہ تعالیٰ کے منصوبوں کو تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ مومنوں سے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان تکلیفوں کے بدلے میں، مَیں تمہیں بہترین اجر سے نوازوں گا۔ لیکن منکرین کو اس تنبیہ اور انذار کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بدترین ٹھکانے سے ڈرا رہا ہے۔ ہم تو رحم کے جذبہ سے مخالفین کے لئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس انذار سے بچائے، اس کے اثرات سے بچائے۔ پس ہمیں تو ان سے ہمدردی ہے۔ جہاں تک ہمارا سوال ہے ہمیں تو نہ کوئی خوف ہے اور نہ فکر ہے۔ ہماری زندگی میں بھی انعامات کی خبر ہے اور ہماری موت کے بعد بھی ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ نے یہی بتایا ہے کہ جماعت کے خلاف جو بھی فرعون اٹھا اللہ تعالیٰ نے اسے اس انعام کی برکت کی وجہ سے جو خلافت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے تباہ و برباد کر دیا۔ پس ہماری تاریخ تو الٰہی تائیدات اور خوف کی حالت سے امن کی حالت میں آنے سے بھری پڑی ہے۔ آج بھی وہی خدا ہے، وہی مسیح محمدی کی جماعت ہے۔ وہی نظام خلافت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خوف سے امن میں بدلنے کے وعدے کئے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو نظارے ہمیں ماضی میں دکھائے گئے آئندہ بھی دکھاتا چلا جائے گا۔

پس مَیں مخالفین سے بھی یہ کہتا ہوں کہ اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے کی بجائے اس انعام سے فیض پانے کی کوشش کرو جو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر فرد جماعت کو اس اطاعت کا کامل نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ اور پہلے سے بڑھ کر وارث بنتے چلے جائیں۔

اب اس کے بعد دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مہمانوں کو جو اس جلسے میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کا وارث بنائے ایمان اور ایقان میں ان کو بڑھائے۔ اپنی حفاظت سے آپ لوگوں کو رکھے، گھروں میں بھی، سفر میں بھی اور یہاں بھی۔ اب دعا کر لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چار بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد شاملین جلسہ نے بڑے بھرپور انداز میں نعرے بلند کئے۔

بعد ازاں اپنے مخصوص انداز میں افریقن بھائیوں نے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا ورد کیا۔ اس کے بعد چند خدام اور اطفال کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں خلافت اور جشن تشکر کے حوالہ سے ایک ترانہ پڑھا۔ جس کا پہلا بند یہ تھا۔

میرے حضور حضرت مسرور زندہ باد
حق نے کیا ہے آپ کو مامور زندہ باد
آؤ محبتوں کے ترانے سنائیں ہم
بغض و عناد و کینہ سے دامن چھڑائیں ہم
آؤ کہ سب کدورتوں کو بھول جائیں ہم
عہد وفا جو باندھا ہے اس کو نبھائیں ہم
کچھ اس طرح سے جشن تشکر منائیں ہم
آؤ کہ آج جشن تشکر منائیں ہم

بعد ازاں عرب بھائیوں نے اپنے جذبات کا اظہار ایک عربی نظم کی صورت میں کیا۔ بنگلہ دیش کے دوستوں نے بھی اس موقع پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ آخر پر پھر افریقن دوستوں نے اپنی روایتی مخصوص طرز پر کلمہ کا ورد کیا اور بڑے پُرجوش نعرے بلند کئے۔

چار بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ مستورات نے نعرے بلند کرتے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور افریقن خواتین نے اپنی مخصوص طرز پر کلمہ کا ورد کیا۔

طالبات میں تقسیم ایوارڈ

پروگرام کے مطابق تقریب تقسیم ایوارڈ ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں اور غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو تعلیمی سرٹیفکیٹ، سندات عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے میڈل پہنائے۔ درج ذیل طالبات نے یہ ایوارڈ حاصل کئے۔

1۔ نصرت جہاں صاحبہ۔ پی ایچ ڈی۔ 2۔ رفعت جہاں صاحبہ۔ ماسٹرز انگریزی۔ 3۔ نادیہ ثمرین صاحبہ۔ ماسٹرز انگریزی۔ 4۔ زارہ رحمان صاحبہ۔ VWO۔ 5۔ ارم حفیظ صاحبہ۔ پرائمری سکول 94 فیصد نمبر لئے۔ 6۔ سائرہ عرفان صاحبہ۔ HBO۔ 7۔ رضوانہ نسیم صاحبہ۔ VWO۔ 8۔ نائلہ حفیظ صاحبہ۔ VWO۔ 9۔ ماریہ باسط صاحبہ۔ پرائمری 548

اس کے علاوہ مکرمہ شمیم منظور صاحبہ نے مقالہ خلافت جوبلی کے مقابلہ کے تحت اپنا انعام حاصل کیا۔

اس کے بعد افریقن خواتین نے اپنی لوکل زبان میں نغمات پیش کئے بعد ازاں بچیوں نے بنگالی، ڈچ اور اردو زبان میں مختلف نظمیں اور گیت پیش کئے۔ بعد ازاں حضور انور کچھ دیر کے لئے اس مارکی میں تشریف لے گئے جہاں بچوں والی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ بچوں نے جھنڈیاں ہلا کر اپنے آقا کو خوش آمدید کہا اور ناصرات نے نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ان بچیوں کے پاس کھڑے رہے اور نظمیں سنتے رہے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ جلسہ سالانہ ہالینڈ میں ہالینڈ کی تمام جماعتوں سے احباب جماعت نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ جرمنی، بیلجیم اور یو۔ کے کے علاوہ پاکستان سے آنے والے بعض احباب نے بھی شرکت کی۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ہالینڈ کی جماعتوں، درونن، اترخت، زوتر میر، ہیگ، ایمسٹرڈیم ساؤتھ ایسٹ، ایمسٹرڈیم سنٹر، لیوراڈن، روٹرڈیم، آرینیم، ماسترخت اور لائیڈن سے آنے والی 46 فیملیز کے دوصد سے زائد افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ علاوہ ازیں 16 احباب نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

فرانس ٹی وی کی خبر

فرانس کے ایک ٹی وی چینل France 24 کی ٹیم نے 10 ؍اکتوبر جمعہ کے روز فرانس کی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد مبارک'' کے افتتاح کے موقع پر جو مختلف مناظر ریکارڈ کئے تھے وہ آج 12 ؍اکتوبر کو ایک ڈاکومنٹری پروگرام کی صورت میں مختلف اوقات میں دو بار دکھائے جا چکے ہیں۔ اپنے اس پروگرام میں اس ٹی وی چینل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مسجد کا افتتاح کرتے ہوئے دکھایا ہے اور حضور انور کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی بتایا ہے اور جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا ہے۔ MTA کے بارہ میں بتاتے ہوئے اس احمدیہ ٹی وی چینل کا تعارف بھی کروایا ہے۔ ''مسجد مبارک'' کے اندر اور باہر سے مختلف مناظر اور تصاویر دکھائی ہیں اور اپنے پروگرام کے آخر پر 17 ؍اکتوبر کو ہونے والے مسجد برلن کے افتتاح کے پروگرام کا بھی ذکر کیا ہے۔

یہ ٹی وی چینل France 24، BBC کی طرح کا ٹی وی ہے اور انگلش، فرنچ اور عربی میں ساری دنیا میں دیکھا جاتا ہے اور پانچ براعظموں تک اس کی نشریات جاتی ہیں۔ اس ٹی وی چینل نے دن میں چار بار یہ پروگرام نشر کیا۔ دو مرتبہ انگریزی زبان میں اور ایک مرتبہ فرنچ اور عربی زبان میں۔ اپنے پروگرام کے آخر پر اس نے کہا کہ آج ساری دنیا کے احمدی کہہ سکتے ہیں کہ فرانس میں Saint Prix کے علاقہ میں ہماری مسجد موجود ہے۔

فرانس ریڈیو کی خبر

فرانس کے سب سے بڑے ریڈیو سٹیشن France Info نے بھی مسجد کے افتتاح کے بارہ میں خبر نشر کی۔ افتتاح سے ایک روز قبل بتایا کہ کل افتتاح ہو رہا ہے۔ پھر 10 ؍اکتوبر افتتاح کے روز ہر پون گھنٹے بعد اپنی خبروں میں مسجد کے افتتاح کا ذکر کیا اور جماعت کا تعارف اور احباب کے انٹرویو پیش کئے۔

13 اکتوبر 2008ء بروز سوموار:

صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' نن سپیٹ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے مرکزی دفاتر ربوہ، لندن اور مختلف ممالک سے موصول ہونے والی ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور کی دیگر مختلف دفتری امور میں مصروفیت رہی۔

نئے قطعہ زمین کا معائنہ

ایمسٹرڈیم (Amsterdam) میں جماعت ہالینڈ نے اپنے سینٹر کے لئے اس سال اپریل 2008ء میں ایک قطعہ زمین جس پر بعض عمارات تعمیر شدہ ہیں خریدا ہے۔ پروگرام کے مطابق آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس قطعہ زمین کا معائنہ فرمانا تھا۔

دو بجکر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ایمسٹرڈیم کے لئے روانگی ہوئی۔ نن سپیٹ سے ایمسٹرڈم کا فاصلہ 95 کلومیٹر ہے۔ قریباً 70 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد راستہ میں Almere شہر میں رُک کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس قطعہ زمین کا معائنہ فرمایا جو جماعت احمدیہ Almere اپنی مسجد کی تعمیر کے لئے خریدنا چاہتی ہے۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ پہنچے تو صدر جماعت Almere نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

اس پلاٹ کا رقبہ 500 مربع میٹر ہے اور Almere شہر کی کونسل نے یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت بھی دی ہوئی ہے۔ Almere شہر صوبہ Flevoland میں واقع ہے اس شہر کو 1971ء میں سمندر کے ایک حصہ کو خشک کر کے آباد کیا گیا ہے۔ 37 سال قبل یہاں صرف سمندر تھا اور آج ایک خوبصورت شہر آباد ہے۔ یہ شہر قریباً ایک لاکھ 84 ہزار نفوس کو سموئے ہوئے ہے۔

یہاں Lelystad کے علاقہ میں سال 2007ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اس مختصر عرصہ میں یہاں مقیم احمدی فیملیز کو بہت سی نشستیں منعقد کرنے اور مختلف لائبریریوں میں قرآن کریم کی نمائش اور بک سٹال لگانے کی توفیق ملی اور گزشتہ سال یہاں آٹھ بیعتیں بھی ہوئیں اور اب یہاں کی جماعت مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنا رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس قطعہ زمین کا معائنہ فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ کیا یہاں مسجد کی تعمیر کی اجازت مل جائے گی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو بتایا گیا کہ کونسل پہلے ہی اس علاقہ میں مسجد کی تعمیر کی اجازت دے چکی ہے۔ حضور انور کی خدمت میں Almere شہر اور اس علاقہ کے نقشہ جات پیش کر کے اس قطعہ کی معین طور پر نشاندہی کی گئی۔ بعد از معائنہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب ہالینڈ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جو بھی اخراجات ہیں، اپنا بوجھ خود اٹھائیں، مرکز پر نظر نہ رکھیں۔ جو بھی خرچ ہے اپنے ریسورسز (Resources) سے پورا کریں۔ 100 نمازیوں کے لئے مسجد ہو۔ بعد میں حسب ضرورت توسیع ہو سکے۔ اس جگہ کے معائنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایمسٹرڈیم کے لئے روانہ ہوئے یہاں سے ایمسٹرڈیم کا فاصلہ 25 کلومیٹر ہے۔

سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''بیت المحمود'' ایمسٹرڈیم تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت ایمسٹرڈیم مرد و خواتین اور بچوں، بوڑھوں نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ بچیاں اپنے اس نئے مرکز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پہلی بار آمد پر استقبالیہ گیت پیش کر رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اس قطعہ زمین پر موجود رہائشی عمارت میں تشریف لے گئے۔

اس قطعہ زمین کا مجموعی رقبہ 10 ہزار مربع میٹر ہے اور یہ 9 لاکھ 80 ہزار یورو میں خریدا گیا ہے۔ یہ قطعہ زمین ایمسٹرڈیم شہر کے کنارے ایمسٹرڈیم سے Volendam شہر کی طرف جانے والی مین روڈ Ring-10 پر واقع ہے۔ اس قطعہ زمین میں تین بیڈروم اور ایک وسیع ڈرائنگ روم اور کچن اور باتھ روم کی سہولت پر مشتمل مکان بنا ہوا ہے۔ جس کا ایک علیحدہ خوبصورت لان ہے۔ اس رہائشی عمارت سے ملحقہ ایک ہال ہے جس کے ایک حصہ کو مردوں کے لئے نماز پڑھنے کے لئے تیار کیا ہے۔ جبکہ ایک حصہ کو بطور کچن استعمال میں لایا گیا ہے۔ کچھ فاصلہ پر ایک اور ہال بنا ہوا ہے جو خواتین کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ مین گیٹ سے اندر آتے ہوئے بائیں طرف ایک چھوٹا ہال ہے جو بطور دفتر اور ریسیپشن (Reception) استعمال کیا جائے گا۔

اس قطعہ زمین کے چاروں اطراف اونچے اونچے درخت ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک قدرتی چار دیواری بنی ہوئی ہے اور ان درختوں کے باہر تین اطراف میں ایک نہر کے اندر یہ قطعہ زمین گھرا ہوا ہے جبکہ ایک طرف سڑک ہے۔ یہاں سیب، ناشپاتی اور اخروٹ کے بہت سے درخت موجود ہیں۔

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ ہال میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کے مبلغ سلسلہ حامد کریم محمود صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہاں سے قریب ترین احمدی کتنے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ چار پانچ فیملیز دو سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں۔ دو سو پچاس افراد کی جماعت ہے جو لوگ زیادہ سے زیادہ دُور ہیں وہ بیس اکیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں۔ یہاں پانچوں نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا۔ مغرب پر حاضری بہتر ہوتی ہے۔ نماز جمعہ پر سب ہی آتے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے اس قطعہ زمین کا معائنہ فرمایا اور لجنہ کے ہال اور عمارات کے دیگر حصوں میں بھی تشریف لے گئے اور امیر صاحب ہالینڈ سے اس جگہ سے متعلق مختلف امور دریافت فرمائے۔

حضور انور نے شہتوت کا پودا لگایا اور فرمایا یہاں گرین ہاؤس بھی بنائیں۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ یہاں نرسری بنانے کا پروگرام ہے۔

بورکینا فاسو کے ایک احمدی سے ملاقات

بورکینا فاسو سے آئے ہوئے ایک احمدی دوست بھی اس موقع پر موجود تھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے دریافت فرمایا۔ یہاں کس طرح آئے، کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ دس سال قبل بورکینا فاسو میں احمدی ہوا تھا۔ بچے احمدی ہیں لیکن بیوی احمدی نہیں ہے۔ آرٹسٹ ہوں۔ جس سال حضور انور بورکینا فاسو گئے۔ مَیں اسی سال ہالینڈ آیا تھا۔ وہاں بورکینا فاسو میں حضور سے ملاقات نہ ہو سکی۔ آج اللہ تعالیٰ نے یہاں ملاقات کے سامان کر دیئے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ جماعت ایمسٹرڈیم نے چائے اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے عمارت کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے اور چائے نوش فرمائی۔

پانچ بجکر دس منٹ پر حضور انور رہائشی حصہ سے باہر تشریف لائے اور مجلس عاملہ ایمسٹرڈیم اور اس نئی جگہ پر وقار عمل کرنے والے احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

نن سپیٹ کے لئے روانگی

سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی اور یہاں سے واپس نن سپیٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ واپسی کے لئے جو راستہ اختیار کیا گیا اس میں 35 کلومیٹر کی سڑک ایسی تھی جو سمندر کے درمیان میں بنائی گئی ہے۔ دونوں طرف تا حد نگاہ سمندر ہے اور درمیان میں دو رویہ سڑک تعمیر کی گئی ہے۔ پل نہیں بنایا گیا ہے بلکہ سمندر کی سطح سے بھرتی، پتھر وغیرہ ڈال کر اور سطح سمندر کے اوپر لا کر باقاعدہ یہ سڑک تعمیر ہوئی ہے اور یہ دنیا کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ ہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

سات بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نن سپیٹ (Nunspeet) پہنچے۔ ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ہالینڈ کی جماعتوں نن سپیٹ، ڈن بوس، اینڈ ہوفن، ایمسٹرڈیم Zoost، ایمسٹرڈیم ایمیلفین، ایمسٹرڈیم سنٹرم، آرنہم، Lelystad سے آنے والی 44 فیملیز کے علاوہ دس افراد نے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ مجموعی طور پر دو صد کے قریب افراد نے شرف ملاقات پایا۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ نو بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

14 / اکتوبر 2008ء بروز منگل:

صبح چھ بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے قیام پر تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج پروگرام کے مطابق واقفات نو اور واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاسوں کا پروگرام تھا۔

واقفات نو بچیوں کی کلاس

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت النور تشریف لائے جہاں واقفات نو بچیوں کی حضور انور کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا عزیزہ شمائلہ مدحت نے تلاوت قرآن کریم پیش کی اور بعد ازاں اس کا ڈچ ترجمہ پیش کیا۔ عزیزہ حامدہ طاہر نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ عطیہ ناصر اور فریدہ صبا بھٹی دونوں نے مل کر نعت ''علیک الصلوٰۃ علیک السلام'' پیش کی اور اس کا ڈچ ترجمہ پیش کیا اور عزیزہ ثوبیہ لغاری نے خلافت کے موضوع پر ایک نظم

مسیحا کی آمد نے باندھا سماں
روشن ہوا اس سے سارا جہاں
کلی ہے خلافت کی اس کی کھلی
جس نے چاہا اسے خوشبو اس کی ملی

پیش کی۔ یہ نظم امیر صاحب ہالینڈ کی اہلیہ سفینہ فرحانن صاحبہ نے لکھی تھی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ 15 سال سے بڑی کون ہیں۔ جو پندرہ سال سے اوپر ہیں کیا انہوں نے اپنا وقف جاری رکھنے کا فارم پُر کر دیا ہے۔ سب بچیوں نے ہاں میں جواب دیا۔ اس کلاس میں آٹھ سال سے بڑی عمر کی بچیوں نے حصہ لیا۔

حضور انور نے بچیوں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم عام بچیوں کی طرح نہیں ہو تمہارا لباس اچھا ہونا چاہئے، کوٹ پہننا ہے اور جینز نہیں پہننی۔ اگر پہننی ہے تو پھر اوپر لمبی قمیص پہنیں۔ دوسروں سے الگ نظر آئیں۔ سر اچھی طرح ڈھکا ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی بچیوں سے دریافت فرمایا کہ وہ کیا پڑھ رہی ہیں۔ ایک بچی نے بتایا کہ Mouth Hygine کا کورس اگلے سال شروع کرے گی۔ ایک بچی نے بتایا کہ اس کا ہائی سکول کا آخری سال ہے۔

ایک چھوٹی بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط پیش کیا اور کہا کہ مَیں پڑھ نہیں سکتی۔ حضور پڑھ کر سنائیں۔ حضور انور نے فرمایا یہ تو ڈچ لکھی ہوئی ہے مَیں تو نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اس بچی نے ایک پہیلی بوجھنے کا کہا۔ حضور انور نے از راہ شفقت فرمایا کہ خود ہی جواب دے دو۔

اس کلاس کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام بچیوں کو تحائف عطا فرمائے۔ چھ بجکر بیس منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

اس کے بعد چھ بجکر پچیس منٹ پر واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز عزیزم توصیف احمد کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر خود ہی اس کا ڈچ ترجمہ پیش کیا۔ عزیزم نور احمد رضا نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام

ہو فضل تیرا یا ربّ یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

عزیزم عمر احمد مظہر نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ 15 سال اور اس سے اوپر کے بچے کون کون سے ہیں اور کالج یا یونیورسٹی میں جانے والے کون ہیں؟ ایک بچے نے بتایا کہ یونیورسٹی میں ہوں اور کمپیوٹر سائنس کررہا ہوں۔ ایک طالبعلم نے بتایا کہ یونیورسٹی میں ہوں اور مکینیکل انجینئرنگ کررہا ہوں۔ حضورانور نے اسے فرمایا کہ سول انجینئرنگ کیوں نہیں کرتے۔ موصوف نے کہا کہ مَیں اس بارہ میں سوچ رہا تھا۔ حضورانور نے فرمایا اگر دلچسپی ہے تو سول انجینئرنگ کرلو۔ حضورانور نے فرمایا جو بھی یونیورسٹی جارہے ہیں اور ان کے پاس دوتین چائس ہیں تو وہ پوچھ لیا کریں اور راہنمائی لے لیا کریں۔ جو میڈیسن کررہے ہیں اور جب وہ فائنل ایئر میں پہنچیں اور سپیشلائزیشن کرنے کے لئے کسی فیلڈ کا انتخاب کرنا ہے تو اس وقت پوچھ لیا کریں کہ کس فیلڈ میں سپیشلائزیشن کروں۔ ایک بچے نے بتایا کہ ابھی کالج جانا ہے اور اس کے بعد میڈیسن پڑھنی ہے۔ ایک نے بتایا کہ Law پڑھنا ہے۔ ایک بچے نے عرض کی ٹیکنیکل کالج کے آخری سال میں ہوں۔ ایک بچے نے بتایا کہ میڈیکل سائنس پڑھ رہا ہوں۔

حضورانور نے دریافت فرمایا جو بچے 15 سال یا اس سے اوپر کے ہیں کیا انہوں نے اپنا وقف فارم پُر کردیا ہے کہ اپنا وقف جاری رکھنا ہے۔ حضورانور نے فرمایا نمازیں باقاعدہ پڑھتے ہو؟، پانچوں نمازیں پڑھا کرو، قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کیا کرو، جو بچے بڑے ہوگئے ہیں وہ تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ پڑھنا شروع کردیں۔

حضورانور نے بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ سکول کالج جاتے ہو اور پھر گھر آجاتے ہو باہر ادھر ادھر زیادہ پھرتے تو نہیں۔ تو اس پر بچوں نے عرض کیا کہ گھر آجاتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے گھر رہتے ہو۔

اس کلاس کے اختتام پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں میں تحائف تقسیم کئے۔ چھ بجکر پینتالیس منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

سواسات بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

باربی کیو(BBQ)

آج شام کو مقامی انتظامیہ نے شام کے کھانے کے لئے باربی کیو (BBQ) کا انتظام کیا تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پروگرام میں شرکت فرمائی۔ خواتین کے لئے علیحدہ انتظام کیا گیا تھا جہاں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے شرکت فرمائی۔

کھانے کے دوران ایک بچہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی پلیٹ لے کر آیا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس کی پلیٹ میں چند کباب اور تکے ڈال کر اس کو دیئے اور اس نے واپس آکر بخوشی یہ تبرک اپنے ساتھیوں میں تقسیم کیا۔

اس پروگرام کے آخر پر جلسہ سالانہ ہالینڈ کے ناظمین، نائب ناظمین، جملہ کارکنان، نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران، نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ، ضیافت ٹیم اور سیکیورٹی ٹیم نے باری باری گروپس کی صورت میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ آخر پر ان احباب کی تصویر ہوئی جو کسی بھی تصویر میں شامل نہیں ہوسکے تھے۔

تصاویر کے اس پروگرام کے بعد پونے نو بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

میڈیا کوریج

۞......اخبار Nunspeter Post نے اپنی ہفتہ وار اشاعت میں جماعت احمدیہ ہالینڈ کے اس جلسہ سالانہ کی پورے صفحہ پر کوریج دی۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ سالانہ پر اختتامی خطاب فرماتے ہوئے، ایک بڑی تصویر شائع کی۔ اس کے علاوہ جلسہ کے سامعین اور طلباء کو ایوارڈ دیئے جانے کی تقریب کی تصاویر بھی شائع کیں۔ علاوہ ازیں نن سپیٹ مشن ہاؤس کے دو مختلف مناظر شائع کئے۔

۞......اس اخبار نے ان تصاویر کی اشاعت کے ساتھ ''نن سپیٹ میں مذاہب''۔ ''خلیفہ کا دورہ جماعت احمدیہ'' کے عنوان کے تحت لکھا کہ:

گزشتہ اختتام ہفتہ مشن ہاؤس میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ یہ جلسہ خلافت جماعت احمدیہ کے قیام کی صد سالہ تقریبات کا حصہ تھا۔ اس جلسہ میں ایک نہایت خاص اور قابل احترام شخصیت شامل تھی جو کہ پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ہیں۔ مشن ہاؤس کے اردگرد جشن کا سماں تھا۔ جماعت کے افراد دور ونزدیک سے یہاں جمع ہوئے تھے۔ ایک بڑی تعداد میں نوجوانوں کو ان کی خصوصی تعلیمی کارکردگی کی بناء پر اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں، کا عنوان دیتے ہوئے اخبار نے لکھا۔

''احمدیہ مسلم جماعت ہالینڈ کا نیشنل مرکز ''بیت النور'' روشنی کا گھر ہے۔ 1985ء سے Groene Laantje 20 نن سپیٹ میں قائم ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت تہتّر (73) اسلامی فرقوں میں سے سب سے بڑا اسلامی فرقہ ہے۔ ساری دنیا میں اس کے تقریباً دوصد ملین ارکان ہیں جو کہ 191 ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ ایک جانا پہچانا ماضی رکھنے والی، پھلتی پھولتی جماعت ہے''۔

اخبار نے لکھا: ''حضرت مرزا غلام احمد نے انڈیا میں اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 1891ء میں خدا تعالیٰ سے الہام پاکر دعویٰ کیا کہ آپ ہی موعود مہدی و مسیح ہیں جس کے آنے کی پیشگوئی اسلام کے مقدس پیغمبر محمد ﷺ نے کی تھی۔ آپ نے کوئی نیا دین متعارف نہیں کروایا بلکہ آپ کا مشن اسلام کو اس کی خالص حالت میں دوبارہ زندہ کرنا تھا جس کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر ہے جو کہ کسی بھی سیاسی اغراض، بنیاد پرستی یا تشدد کی آمیزش سے پاک ہیں۔ آپ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ تمام ادیان بنیادی طور پر سچائی پر قائم ہوئے تھے۔ جماعت آپؑ کو اسلام کے مجدد اور نبی محمد ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والا نبی مانتی ہے جس نے قرآنی قوانین کی تشریح کی ہے اور قرآنی تعلیمات کو کھول کر بیان کیا ہے۔

آپ کی وفات کے بعد جماعت کی روحانی قیادت منتخب خلیفہ کے ہاتھوں میں آئی۔ حضرت مرزا مسرور احمد جماعت کے موجود راہنما ہیں۔ آپ 2003ء میں جماعت کے روحانی پیشوا بنے۔

جماعت کے بانی کے دعویٰ کی وجہ سے احمدیہ جماعت کے ارکان دوسرے بہت سے مسلمانوں کی نظر میں سچے مسلمان نہیں سمجھے جاتے جس کی وجہ سے جماعت کے ارکان شروع سے ہی ظلم وتشدّد کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر آج بھی پاکستان میں احمدی مسلمان ''السلام علیکم'' نہیں کہہ سکتے اور اپنے آپ کو مسلمان کے طور پر ظاہر نہیں کرسکتے۔

اخبار نے مزید لکھا کہ ہالینڈ کی سب سے پہلی مسجد 1955ء میں احمدیہ مسلم جماعت نے ڈین ہاگ (دی ہیگ) میں بنائی۔ اس مسجد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جماعت کی خواتین ممبرات کے چندوں سے بنائی گئی تھی جو کہ انہوں نے اپنی جائیدادیں اور زیورات بیچ کر ادا کئے تھے۔ یہ ایک بہت عظیم الشان کارنامہ تھا کیونکہ اکثر خواتین کے پاس ملازمتیں بھی نہ تھیں۔

نن سپیٹ میں Groene Laantje 20 پر قائم روشنی کا گھر مسجد نہیں بلکہ تبلیغ سنٹر ہے۔ ہالینڈ میں احمدیہ مسلم جماعت 16 مقامی جماعتوں پر مشتمل ہے۔

احمدیہ جماعت کے ارکان دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کی تعلیم یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد قرآن کی تعلیمات پر ہے۔ جس میں حال اور مستقبل کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

جماعت نے قرآن کریم کے ستّر (70) زبانوں میں تراجم کئے ہیں۔ جس میں ڈچ اور Braille بھی شامل ہے۔ جماعت کے کاموں اور مقاصد کے بارہ میں مزید معلومات ویب سائٹ www.ahmadiyya-islam.nl سے حاصل کی جاسکتی ہیں''۔

(باقی آئندہ)

خونِ معصوم کوئی بہایا گیا
بے گناہوں کو پھر ہے ستایا گیا
آسماں سے غضب کو بلایا گیا
منتقم جو خدا ہے وہ لے گا خبر اس میں کچھ شک نہیں، ہے یہ محکم یقین
''دیر گر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں قَوْلِ اُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن''

یہ لہو ایک دن اپنا رنگ لائے گا
لازماً فصلِ گُل میں بدل جائے گا
گلشنِ دینِ احمد کو مہکائے گا
دیکھتے دیکھتے پھول پھل جائے گا، جاودانی بہاروں میں ڈھل جائے گا
''خوں شہیدانِ امت کا اے کم نظر رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا''

ہم خدا والوں کو جب ستایا گیا
جب بھی ایمان میں آزمایا گیا
نارِ نفرت میں جب بھی گرایا گیا
نار گلزار میں ہی بدلتی رہی، آج بھی ٹھنڈی جنت میں ڈھل جائے گی
''ہے ازل سے یہ تقدیرِ نمرودیت آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی''

خالقِ کُل جہاں ہے ہمارا خدا
جس نے مسرورؔ بخشا ہمیں راہنما
وہ تو سنتا ہے اس کی کرے جو دعا
ناگنوں کے سروں کو کچل جائے گا جب اٹھائے گا وہ اپنا دستِ دعا
''یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا''

ظالمو، غافلو یہ خدارا سنو
بج رہا ہے جو کب سے نقارہ سنو
ہو رہا ہے فلک سے اشارہ سنو
اَغْلِبَنَّ خدا کی وہ تقدیر ہے، ایسی تقدیر جو کہ نہ ٹل جائے گی
''سنت اللہ ہے لا جرم بالیقیں، بات ایسی نہیں جو بدل جائے گی''

(مبارک احمد ظفرؔ۔لندن)

’’بیت التوحید‘‘ اٹلی کی خرید کی بابرکت تقریب

(رپورٹ :محمد آصف منہاس۔ جنرل سیکرٹری جماعت اٹلی)

اٹلی میں مشن ہاؤس کا قیام جماعت احمدیہ عالمگیر اور جماعت احمدیہ اٹلی کی ایک دیرینہ خواہش تھی۔ اس سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں کی ایک لمبی داستان ہے جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دور سے موجودہ دور تک ہے۔

اٹلی میں جماعت کا قیام 1990ء کی دہائی میں ہوا۔ اس سے پہلے بھی احمدی احباب کی ایک مختصر تعداد اٹلی میں مقیم تھی لیکن باقاعدہ جماعت قائم نہیں تھی۔ جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن 1993ء میں ہوئی اور چندہ کا نظام چند مخلص احباب جماعت کی کوششوں سے جاری ہوا۔ آج جماعت احمدیہ اٹلی کی کل تجنید 350 ہے اور کل جماعتوں کی تعداد 12 ہے۔ ذیلی تنظیموں کا قیام کوئی دو سال قبل ہوا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ باقاعدہ منظم ہو چکی ہیں۔

اٹلی کی جماعت میں جن ممالک سے تعلق رکھنے والے دوست شامل ہیں ان میں پاکستان، بنگلہ دیش، گھانا، ماریشس، الجزائر، ہندوستان، مراکش، گیمبیا اور برکینا فاسو کے نام سامنے آتے ہیں۔ حال ہی میں ایک مصری دوست نے بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غلام بننے کی سعادت حاصل کی ہے۔ الحمدللہ۔

San Pietro in Casale یہ نام ہے اس شہر کا جہاں جماعت احمدیہ اٹلی کا مشن ہاؤس خریدا گیا ہے۔ یہ شہر Bologna کے شہر سے قریباً 20 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریلوے سٹیشن اور موٹر وے یز مشن سے قریباً دس منٹ کے فاصلہ پر ہیں۔ Bologna کا شہر اٹلی کا ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً چھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ انٹرنیشنل ائرپورٹ کے علاوہ یورپ کی سب سے پہلی یونیورسٹی بھی اسی شہر میں واقع ہے۔

یہاں پر لوکل جماعت کی تجنید 46 ہے جو کہ مشن ہاؤس کے آس پاس واقع مختلف قصبوں میں آباد ہیں۔ جبکہ اٹلی کی چھ مختلف شہروں کی جماعتیں مشن سے کوئی 100 کلومیٹر کی حدود میں آ جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ جگہ جماعت کے نقطہ نظر سے مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ تقریباً تمام جماعتوں کے لئے اس جگہ تک پہنچنا نسبتاً آسان ہے۔ مشن ہاؤس کی تلاش میں ان باتوں کو خاص طور پر مدنظر رکھتے ہوئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق اس علاقہ کے انتخاب کیا گیا تھا۔

اس جگہ کا حدود اربعہ کچھ یوں ہے کہ 900 مربع میٹر کے پلاٹ میں تعمیر شدہ ایک تین منزلہ مکان ہے جس کا کل رقبہ 300 مربع میٹر ہے۔ اس کے ساتھ ایک ہال ہے جو کہ 100 مربع میٹر کا ہے اور اس کے ساتھ 50 مربع میٹر کا ایک سٹور بھی ہے۔ اس کے سامنے زرعی زمین ہے جس کا رقبہ تقریباً 9000 مربع میٹر ہے جہاں پر جماعتی سرگرمیوں کے لئے مارکی (Marquee) لگانے کی اجازت ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ عین صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر یعنی 27 مئی کے دن مالک مکان نے ہماری آفر اور شرائط کو قبول کر لیا۔ گو ان کو 26 مئی تک کا وقت دیا گیا تھا لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر انہوں نے 27 مئی کو آفر قبول کرنے کے لئے دستخط کئے۔ یقیناً اس میں خدا تعالیٰ کی حکمت کارفرما تھی۔ اس بات کا ذکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30 مئی کے خطبہ جمعہ میں بھی فرمایا۔ فالحمدللہ۔

اس کے بعد ہماری کوشش تھی کہ اگست کے مہینہ کے شروع میں پراپرٹی کی ٹرانسفر جماعت کے نام ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا اور 10 ستمبر کا دن متعین ہوا جو کہ رمضان المبارک کے مہینہ کی 9 تاریخ تھی۔ اس اہم مرحلہ کی کامیابی کے لئے حضور انور کی خدمت میں دعائے خاص کی درخواست کی گئی تھی۔ نیز نیشنل مجلس عاملہ اور لوکل جماعتوں کی صدران کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ سب اس مبارک اور تاریخی موقع پر حاضر ہوں۔ ان کے علاوہ جماعت کے دیگر احباب و خواتین نے حسب توفیق دور دور کا سفر طے کر کے اس تقریب میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔

احباب کی اکثریت وقت مقررہ سے پہلے ہی San Pietro in Casale پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ باقاعدہ قافلہ کی شکل میں سب دوپہر ایک بجے Estate Agent کے دفتر کے سامنے پہنچے۔ 14 افراد پر مشتمل مختلف ملکوں اور رنگ و نسل کے احباب جب Public Notary کے سامنے پیش ہوئے تو وہاں موجود لوگوں نے خوشگوار حیرت کا اظہار کیا۔ پراپرٹی کی ملکیت The Ahmadiyya Muslim Jama'at Italy کے نام پر ٹرانسفر ہوئی۔ الحمدللہ۔

جماعت احمدیہ اٹلی کی طرف سے چار احباب یعنی صدر جماعت احمدیہ اٹلی مکرم ملک عبدالفاطر صاحب، خاکسار محمد آصف منہاس جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اٹلی، مکرم آفتاب احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اٹلی، اور مکرم توصیف احمد صاحب قمر نیشنل سیکرٹری مال نے دستخط کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ مزید دس احباب کے نام Contract سے متعلقہ کاغذات میں شامل کئے گئے جن سے مختلف ممالک اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے احباب کی نمائندگی ہوئی۔

دوپہر دو بج کر 45 منٹ پر مکرم عبدالفاطر ملک صاحب صدر جماعت احمدیہ اٹلی نے قیمت خرید کی بقایا رقم کا چیک پیش کیا اور مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ نے مشن ہاؤس کی چابیاں وصول کیں۔ اس موقع پر فضا بے ساختہ طور پر نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی اور جماعت کے احباب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ بعد ازاں مٹھائی تقسیم کی گئی جو کہ اٹالین لوگوں نے بہت پسند کی۔ دفتر کے باہر جماعت کے بہت سے احباب کھڑے تھے۔ فارغ ہونے پر یہ پُروقار قافلہ تین بج کر دس منٹ پر اپنے نئے مشن ہاؤس پہنچا اور تین بج کر پندرہ منٹ پر مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ نے گیٹ کھول کر اس مشن ہاؤس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر ایک بار پھر فضا میں نعرہ تکبیر اور غلام احمد کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

یہاں خاکسار یہ بات قابل ذکر سمجھتا ہے کہ اٹلی میں نامساعد حالات کے باوجود دسمبر 2007ء میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ نیز نیشنل مجلس عاملہ کے ماہانہ اجلاس باقاعدگی سے ہوتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تربیتی کلاس کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔ اب مشن ہاؤس مل جانے کے بعد حضور انور کی دعاؤں سے انشاء اللہ یہ سب کام پہلے سے بہتر ہوں گے۔

مشن ہاؤس کی خرید مکمل ہونے کے تین دن بعد سے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں باقاعدگی سے پانچ وقت کی نمازوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔ نیز ماہ رمضان کے دوران افطار اور تراویح کا بھی انتظام رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مشن ہاؤس کا نام ’’بیت التوحید‘‘ تجویز فرمایا ہے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس مشن کو عیسائیت کے اس گڑھ میں مرکز توحید بنا دے اور توحید باری تعالیٰ کے نور سے یہ علاقہ جلد از جلد روشن ہو جائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ بوسنیا کا خلافت جوبلی کے حوالہ سے

آٹھویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(رپورٹ:وسیم احمد سروعہ۔ مبلغ سلسلہ بوسنیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بوسنیا کو اپنا آٹھواں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے سینٹر ’’مسجد بیت الاسلام‘‘ میں مورخہ 8 جون 2008ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سے قبل ضروری انتظامات کئے گئے۔ صد سالہ جوبلی کے حوالے سے یہ تاریخی جلسہ تھا مختلف جگہوں سے احباب کو لانے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

مورخہ 8 جون کو صبح آٹھ بجے مہمانوں کی آمد شروع ہوئی۔ دس بجے سے کچھ پہلے لوائے احمدیت اور بوسنیا کا جھنڈا لہرایا گیا۔ لوائے احمدیت خاکسار نے اور بوسنیا کا جھنڈا مکرم دینوشابوچ صاحب (Dino Sabovic) نے لہرایا اور مکرم امیر صاحب جرمنی نے دعا کروائی۔

اس تقریب کے بعد جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ڈاکٹر عبدالشکور اسلم صاحب نے کی جبکہ اس کا بوسنین ترجمہ مکرم عدوین بائرک تاروِچ (Edvin Bajraktarovic) نے کیا۔ اس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی۔ نظم کے بعد مکرم دینوشابوچ صاحب نے خلافت راشدہ کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے بتایا کہ خلافت راشدہ کی برکت سے کس طرح ایک قلیل مدت میں اسلام نے تیزی سے ترقی کی۔

اس کے بعد مکرم آنل آلِچ (Anel Alic) صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خلافت جوبلی کے حوالہ سے پیغام پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام ہم نے خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں طبع کروایا تھا جو احباب میں تقسیم کیا گیا۔

اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس میں بتایا کہ امت مسلمہ کا اتحاد و اتفاق صرف اور صرف خلافت کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ نیز خلافت کی برکات کا ذکر کر کے احباب کو بھرپور طور پر اس نظام سے منسلک ہونے کی تلقین کی۔

اس کے بعد مکرم موسیٰ رستمی (Musa Rustami) صاحب صدر جماعت کوسوو نے مختصر خطاب میں بوسنیا کے جلسہ میں پہلی بار شرکت کرنے پر خوشی اور نیک جذبات کا کا اظہار کیا۔

اس کے بعد سوال و جواب کا پروگرام ہوا جس میں مختلف احباب نے بعض سوالات کئے جن کے جوابات مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم مشنری انچارج صاحب جرمنی اور خاکسار نے دئے۔

کھانے اور نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جلسہ کا دوسرا دور شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک جو خاکسار نے کی اور مکرم آنل آلِچ (Anel Alic) نے ترجمہ پیش کیا۔

مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی نے تقریر فرمائی جس کا بوسنین زبان میں ترجمہ مکرم دینوشابوچ صاحب نے کیا۔ اس خطاب آپ نے نماز کی اہمیت بتائی اور اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف اقتباسات بھی سنائے۔

اس کے بعد ایک نظم پیش کی گئی جس کے بعد مکرمہ فاہریہ (Fahrija Advic) نے خلفاء احمدیت کے دعا اور نماز کے بارہ میں ارشادات کی روشنی میں تقریر کی اور ساتھ خلفاء کے مختصر حالات زندگی بھی بتائے۔

جلسہ کی آخری تقریر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی تھی جس میں انہوں نے احباب کو مختلف ضروری امور کی طرف متوجہ فرمایا۔ خلافت جوبلی کے حوالہ سے جرمنی میں منعقد ہونے والے پروگراموں کا ذکر کیا۔ وہاں سو مساجد سکیم کا ذکر کیا۔ بوسنیا کے جلسے میں شامل ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ مکرم امیر صاحب کی تقریر جرمن زبان میں تھی جس کا ترجمہ مکرم دینوشابووچ نے کیا۔

دعا سے قبل خاکسار نے تمام احباب اور ڈیوٹی دینے والے احباب کا شکریہ ادا کیا اور مکرم امیر صاحب جرمنی کی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ میں کل 131 افراد نے شرکت کی۔ جرمنی سے مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم مبلغ انچارج صاحب جرمنی نے شرکت کی۔ نیز کوسوو سے مکرم صدر صاحب جماعت دیگر دو افراد کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوئے۔

تمام قارئین الفضل سے بوسنیا میں جماعت کی ترقی کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت بوسنیا کو ترقی سے نوازے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صدسالہ جشن خلافت نمبرز

صدسالہ جشن خلافت کی تقریبات کے حوالہ سے طبع ہونے والی خصوصی اشاعتیں اور سووینئرز (جو ہمیں موصول ہوئے ہیں) کا تعارف کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ ایسی خصوصی اشاعتیں، دورانِ سال، جب بھی ہمیں موصول ہوتی رہیں گی، تو اپنے معمول کا انتخاب پیش کرنے کی بجائے، اُن پر تبصروں اور اُن میں شامل منتخب مضامین کا تعارف پہلے ہدیۂ قارئین کیا جاتا رہے گا۔ رسائل و جرائد کی ترسیل نیز خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

مکرمہ سلمیٰ غنی صاحبہ

جماعت احمدیہ امریکہ کے صد سالہ خلافت سووینئر میں مکرمہ سلمیٰ غنی صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ کے بارہ میں بھی ایک مختصر مضمون شامل ہے۔

مکرمہ سلمیٰ غنی صاحبہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو نیوجرسی کے جلسہ سالانہ پہ ملیں تو حضورؒ کے چہرے پر ایک روحانی نور، عاجزی اور شفقت دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ بے ساختہ اُن کے آنسو اتنی شدّت سے بہہ نکلے کہ دوسری خواتین انہیں دیکھ کر پریشان ہونے لگیں۔ لیکن وہ تو حضورؒ کے چہرے کا نور تھا جس سے ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ جب حضورؒ سے ان کی دوسری ملاقات دیگر خواتین کے ہمراہ ہوئی تو حضورؒ نے فرمایا کہ مجھے آپ کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ آپ نے برقعہ اور پردہ کیاہوا ہے۔ آپ امریکہ کی تمام احمدی خواتین سے کہیں کہ وہ بھی آپ کی طرح برقعہ اور پردہ کریں۔

آپ یہ سن کر بہت حیران ہوئیں اور دریافت کیا: ''حضور! کیا میں ایسا کروں؟''۔ تو حضورؒ نے فرمایا: جی ہاں، آپ ہی ایسا کرسکتی ہیں اور سب کو بتادیں کہ میں نے ہی آپ سے کہا تھا''۔

جب وہ ملاقات سے فارغ ہوئیں تو محترم ابراہیم صاحب مبلغ سلسلہ نے اُنہیں حضورؒ کے فرمان کی یاددہانی کروائی۔ آپ نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی عہدہ نہیں ہے، مَیں کیسے یہ کام کرسکتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو ہی یہ کام کرنا ہوگا کیونکہ خلیفۂ وقت نے آپ کو حکم دیا ہے۔

چنانچہ آپ نے تمام صدران مجالس کو خط لکھ کر انہیں حضور کے اس فرمان کی اطلاع کرتے ہوئے ان سے تمام لجنہ کی تفصیلات مانگیں اور پھر حضورؒ کے حکم پر عمل کرنے کے بعد حضورؒ کو بھی اطلاع کردی۔ اگلے سال ہی آپ کو صدر لجنہ منتخب کرلیا اور آپ نے اس حیثیت سے 15 سال خدمت کی توفیق پائی۔

ایک سال جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر حضورؒ نے بیرون پاکستان کی خواتین سے ملاقات کے دوران آپ کی دینی خدمت کو خاص طور پر سراہا۔

ایک دفعہ جب آپ نے ایک بہن کو اُس کے لباس کے بارہ میں توجہ دلائی تو اُس نے آپ کو ایک نہایت سخت خط لکھا اور اس نے ایک نقل حضورؒ کی خدمت میں بھی بھیج دی۔ آپ نے بھی جواباً ایک سخت خط لکھا اور اس کی نقل بھی حضورؒ کی خدمت میں ارسال کر دی۔ تب حضورؒ کی طرف سے آپ کو محبت بھرا جواب ملا جس میں تحریر تھا کہ آپ نے سختی سے کام لیا ہے، ایسے مواقع پر نرمی سے کام لینا چاہئے۔

کچھ عرصہ بعد ایک اَور نوجوان لڑکی نے آپ کو ایک سخت خط لکھا اور اسکی نقل حضورؒ کی خدمت میں بھجوادی۔ اس مرتبہ آپ نے نرمی اور شفقت کے ساتھ جواب دیا۔ اس بار حضورؒ نے آپ کے جوابی خط کی تعریف فرمائی اور لکھا کہ آپ کے نرمی سے بھرے ہوئے جواب میں ایک ماں کے پُرشفقت پیار کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔ اس سے آپ نے سیکھا کہ الفاظ میں کس قدر طاقت ہوتی ہے اگر انہیں صحیح معانی اور صحیح جگہ استعمال کیا جائے۔

مکرم منیر حامد صاحب

جماعت احمدیہ امریکہ کے صد سالہ خلافت سووینئر میں مکرم منیر حامد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کا تعارف بھی شامل اشاعت ہے۔

مکرم منیر حامد صاحب فلاڈیلفیا میں قیام رکھتے ہیں اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار آپ کی باتوں سے بخوبی ہوجاتا ہے۔ آپ کا حضرت مصلح موعودؓ سے پہلا رابطہ 15 سال کی عمر میں 1957ء میں اُس وقت ہوا جب آپ واشنگٹن میں حضورؓ کی کتاب 'The life of Muhammad' پڑھ رہے تھے۔ اس دوران آپ کو کشفی نظارہ نظر آیا جب آپ ایک کھڑکی سے باہر دیکھ رہے تھے۔ اس کشف میں آپ کو وہی منظر دکھائی دیا جو آپ نے کتاب میں پڑھا تھا۔ اس کا ذکر جب آپ نے مربی سلسلہ سے کیا تو انہوں نے حضورؓ کی مزید کتب مطالعہ کیلئے دیدیں۔ اور اس واقعہ کے بعد آپ نے باقاعدگی سے حضورؓ کو خط بھی لکھنے شروع کردیئے جن کے جوابات آج بھی آپ کے پاس موجود ہیں۔ اگرچہ آپ حضورؓ سے کبھی نہیں ملے لیکن اُن لوگوں سے مل کر جو حضورؓ سے ملاقات کرچکے تھے اور حضورؓ کی تصاویر دیکھ کر آپ ہمیشہ حضورؓ کے چہرے پر موجود تأثرات میں محو ہوجاتے۔ آپ کو نہ صرف حضورؓ سے ملاقات کی بلکہ مبلغ بننے کی بھی شدید خواہش تھی۔ چنانچہ اس خواہش کے پیش نظر آپ تین سال تک واشنگٹن میں بھی رہے۔ بعدازاں آپ نے مبلغ بننے کا ارادہ تبدیل کردیا لیکن خدمت دین کا یہ موقع گنوا کر وہ آج بھی ایک پچھتاوے کا شکار ہیں۔

مکرم منیر حامد صاحب عیسائی والدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ چونکہ عیسائیت میں صرف حضرت عیسیٰؑ کو ہی ہادیٔ مذہب کا درجہ حاصل تھا اس لئے آپ کو خلافت کے نظام کو سمجھنے میں کئی سال لگے۔ جس کے بعد خلیفۂ وقت کا انتہائی احترام اور اطاعت کا لطف آپ کی ذات کا حصہ بن گیا۔

آپ پہلی بار مجلس شوریٰ کے رکن بن کر اپریل 1982ء میں پاکستان گئے اور آپ کا پکّا ارادہ تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو امریکہ میں مقیم پاکستانی احمدیوں اور دیگر عہدیداروں کی بعض کمزوریوں کے بارہ میں بتائیں گے تاکہ حضورؒ امریکہ کے حالات کو بہتر طور پر جان سکیں۔ لیکن جیسے ہی آپ حضورؒ سے ملاقات کے لئے کمرہ میں داخل ہوئے تو آپ کا ذہن گویا آپ کا ساتھ چھوڑ گیا اور آپ زاروقطار رونے لگے اور مسلسل حضور کے کندھے کے ساتھ لگ کر تین منٹ تک روتے رہے جبکہ حضورؒ آپ کے کندھے پہ ہاتھ پھیر کر تسلی دیتے رہے۔ پھر حضورؒ نے خود دریافت فرمایا کہ کیا آپ مجھے کچھ بتانا چاہتے ہیں؟ تو آپ کا جواب تھا: نہیں۔ تاہم آپ نے یہ سوچ کر کہ پہلی ملاقات میں جذبات کی وجہ سے آپ کوئی بات نہیں کرسکتے، دوبارہ ملاقات کی درخواست کی۔ حضورؒ نے فرمایا کہ آپ روز مجھ سے ملنے آسکتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز آپ پھر حاضر ہوئے تو وہی معاملہ پیش آیا اور آپ حضورؒ سے کوئی بات نہ کرسکے۔ پھر آپ کو اندازہ ہوا کہ شاید اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ آپ دوسروں کی شکایات حضورؒ کے سامنے رکھیں۔ چنانچہ آپ نے اس خیال کو ہی دل سے نکال دیا۔ البتہ دوسری ملاقات کے دوران حضورؒ نے فرمایا کہ میری ملاقات کے بعد مرزا طاہر احمد کے پاس جانا۔ چنانچہ آپ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے پاس گئے اور اُن سے باتیں کرنا اتنا آسان لگا کہ آپ روزانہ اُن کے پاس جانے لگے۔ جب شوریٰ کے اراکین کا حضورؒ کے ساتھ کھانا تھا تو آپ کو حضورؒ اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے درمیان والی نشست پر بٹھایا گیا۔ وہاں بھی جب حضورؒ آپ سے کچھ بات کرتے تو آپ کے منہ سے الفاظ نہ نکلتے لیکن جب آپ کا رُخ دوسری طرف ہوتا تو معاملہ دوسرا ہوتا۔ اس پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی آپ سے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم روز صبح حضورؒ کے پاس جاتے ہو اور کچھ نہیں کہتے لیکن جب میرے دفتر آتے ہو تو میں تمہیں بولے جانے سے روک نہیں پاتا!

ربوہ میں اپنے 32 روزہ قیام کے دوران آپ روزانہ فجر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد مبارک میں ادا کرتے تاکہ حضورؒ کی تلاوت سے لطف اندوز ہوسکیں اور ظہر و عصر ربوہ کی دیگر مساجد میں جاکر پڑھتے۔ ربوہ سے روانہ ہونے سے پہلے آپ آخری بار حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؒ نے فرمایا کہ امریکہ کی جماعت نے مجھے اُن کے جلسہ کی تاریخ بتانے کو کہا ہے، یہ بات اُنہیں مجھ سے پوچھنے کی بجائے خود طے کرنی چاہئے۔ ...... جب بھی مَیں افریقہ یا انڈونیشیا جیسی جماعتوں کو کچھ کہتا ہوں وہ اُسی وقت لبیک کہتے ہیں اور وہی کرتے ہیں۔ امریکہ پہنچ کر آپ نے حضورؒ کا پیغام عہدیداروں تک پہنچادیا۔

مکرم منیر حامد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے بارہ میں جب مجھے معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ خلافت کے مقام پر فائز ہوں گے تو بھی مجھے احساس تھا کہ حضورؒ کی شخصیت اتنی طاقتور ہے کہ روحانیت آپؒ کے چہرے سے نمایاں تھی۔ آپؒ کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت کا انداز قابل تقلید تھا۔ حضورؒ جب بھی کچھ فرماتے تو آپؒ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور حکم بجالاتے۔ دوسروں کے لئے آپؒ ایک بھائی کی طرح تھے اور آپؒ سے بات کرنا بہت آسان تھا۔ آپؒ میں لطیف مزاح بھی خوب پایا جاتا تھا۔ آپؒ کے ایک بار دریافت کرنے پر مَیں نے عرض کیا کہ خلیفہ وقت تو شہد کی مکھیوں کی ملکہ کی طرح ہیں جو اپنے اہلکاروں کے ساتھ مل کر شہد کی تیاری میں لگے رہتے ہیں اور پھر تمام دنیا اس شہد کے فوائد حاصل کرتی ہے۔ جب مَیں واپس امریکہ پہنچا تو آپؒ نے مجھے دو خطوط لکھے۔ ایک میں تو میری مذکورہ بات کو بیان کیا اور دوسرا ربوہ میں گزارے ہوئے وقت کی اہمیت کے متعلق تھا۔ پھر جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ وفات پاگئے اور آپ خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے۔

مکرم منیر حامد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خلیفہ بننے کے بعد پہلی بار سپین میں ملا تو آپؒ کی شخصیت تو پہلے ہی کی طرح زندہ دل تھی البتہ اس فرق کے ساتھ کہ چہرہ نہایت روشن تھا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ خلیفہ صرف ہمارا نہیں بلکہ تمام انسانوں کا روحانی سربراہ ہے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ امریکہ دورہ پر گئے تو مکرم منیر حامد صاحب کو حضورؒ کی تقریر سمجھنے کے لئے انگریزی دانوں کے لئے لگائے گئے خیمہ میں بیٹھنے کو کہا گیا۔ لیکن آپ نے فیصلہ کیا کہ ترجمہ تو بعد میں بھی سنا جاسکتا ہے۔ اور پھر آپ نے حضورؒ کی اردو تقریر کے دوران حضورؒ کے قریب بیٹھنے کو ترجیح دی۔

آپ کہتے ہیں کہ خلیفہ کا کوئی عہدہ نہیں ہوتا بلکہ خلیفہ تو اللہ تعالیٰ کا ایسا منتخب بندہ ہے جو تمام انسانوں کی بہتری کے لئے اس مقام پر فائز کیا گیا ہے۔ اگر میرا خلافت سے تعلق نہ ہوتا تو مَیں گزشتہ نصف صدی سے احمدی نہ ہوتا۔ ایسا تعلق نہ تو پوپ سے ہوسکتا تھا اور نہ دلائی لامہ سے۔ حدیث میں ایک شخص کا واقعہ آیا ہے کہ اُس نے اپنی عبادات میں کمزوری کا اظہار کرکے عرض کیا کہ وہ ڈرتا ہے کہ جنت میں آنحضور ﷺ کا ساتھ اُسے نصیب ہوگا یا نہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کس سے محبت کرتے ہو؟ اُس نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ تو آنحضور ﷺ فرمانے لگے کہ تم اُنہی کے ساتھ ہوگے جن سے تم محبت کرتے ہو۔

اسی لئے ہمیں بھی رسول پاک ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام سے محبت کرنی چاہئے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 جنوری 2007ء میں ''مناجات'' کے عنوان سے مکرم راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اس میں سے انتخاب پیش ہے:

مرا تیرے سوا کوئی نہیں ہے
بجز تیرے خدا کوئی نہیں ہے
محبت آپ ہے انعام اپنا
محبت کا صلہ کوئی نہیں ہے
محبت، عاشقی اور بندگی میں
مزا ہے، مدعا کوئی نہیں ہے
رضائے من رضائے یار جانی
الگ اپنی رضا کوئی نہیں ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
28th November 2008 –4th December 2008

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 28th November 2008

00:00 Tilawat & MTA International News
00:55 From Our Kitchen To Yours: a culinary programme.
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th May 1996.
02:45 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Germany.
04:10 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 28th April 1998.
05:15 Moshaairah: an evening of poetry in celebration of the Khilafat Centenary.
06:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Live proceedings from Calicut Kerala, India.
07:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Calicut Kerala, India.
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session no. 68, Recorded on 23rd February 1996.
10:05 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw): discussion hosted by Hafiz Muzaffar Ahmad on the life and character of Hadhrat Ammar Bin Yasir, a companion of the Holy Prophet Muhammad (saw).
11:45 Tilaawat & MTA News
12:25 Repeat of proceedings from Calicut Kerala, India.
13:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Calicut Kerala, India.
14:35 Dars-e-Hadith
14:45 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:40 Proceedings from Calicut Kerala, India [R]
16:10 Friday Sermon [R]
17:10 Proceedings from Calicut Kerala, India. [R]
17:55 Kuch Yaadein, Kuch Baatein: series of programmes on Maulana Muhammad Ibrahim Khalil, missionary incharge Sierra Leone, Africa.
18:30 Arabic Service: Repeat of live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Calicut Kerala, India. Followed by repeat of live proceedings from Calicut Kerala. [R]
23:05 Urdu Mulaqa'at: rec. on 23rd February 1996.

Saturday 29th November 2008

00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:15 Learning French
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 8th May 1996.
02:40 Persecution: news programme reporting on the persecution of Ahmadis.
03:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Calicut Kerala, India. Recorded on 28th November 2008. Followed by repeat of live proceedings from Calicut Kerala.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 20th August 2008.
09:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, from Calicut Kerala, India.
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
11:45 Art Class with Wayne Clements: a programme teaching the basics of Oil painting.
12:00 Tilawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar: variety of programmes in Bengali, including a discussion on Ahmadiyyat.
14:00 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:00 Persecution [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th March 1998.

18:10 Art Class
18:30 Arabic Service
20:40 MTA International News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00 Moshaairah: an evening of poetry with Muhammad Ismatullah.
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 30th November 2008

00:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th May 1996.
02:35 Seerat Sahabah Hadhrat Masih Maud (as)
03:30 Friday Sermon, recorded on 28/11/2008.
04:30 Moshaairah: an evening of poetry
05:30 Art Class with Wayne Clements
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 12th November 2006.
08:05 Nasirat Soccer
08:20 MTA Travel: visit to Morocco
08:50 Learning Arabic: lesson no. 22.
09:25 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Germany.
09:50 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 21st September 2007.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Class (Nasirat) [R]
16:10 Nasirat Soccer [R]
16:25 Huzoor's Tours [R]
17:00 Learning Arabic: lesson no. 22.
17:35 Question and Answer Session: Recorded on 18th June 1996. Part 1.
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Class (Nasirat) [R]
22:20 Nasirat Soccer
22:35 Huzoor's Tours [R]
23:10 Seerat-un-Nabi (saw): programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).

Monday 1st December 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Nasirat Soccer
01:50 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th May 1996.
02:30 Friday Sermon
03:40 Learning Arabic: lesson no. 22.
04:30 Question and Answer Session: recorded on 18th June 1996.
05:20 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 4th February 2006.
08:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 12.
08:40 Spotlight: speech delivered by Zaheer Ahmad Khadim on the topic of the progress of Ahmadiyyat in India.
09:15 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 15th June 1998.
10:10 Indonesian Service: Friday sermon, recorded on 17th October 2008.
11:25 Medical Matters
11:55 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 Friday Sermon
14:55 Spotlight [R]
15:30 Medical Matters
16:10 Children's Class [R]`
17:30 French Mulaqa'at
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:30 MTA International News
21:00 Children's Class [R]`
22:15 Friday Sermon [R]
23:00 Spotlight [R]

Tuesday 2nd December 2008

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 12.
01:35 Liqaa Ma'al Arab
02:35 Friday Sermon: rec. on 7th December 2007.
03:35 French Mulaqa'at: rec. on 15/06/1998.
04:45 Medical Matters
05:25 Spotlight
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 23rd September 2006.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996.
09:15 Spotlight: an interview with Fajr Mahmooh Attya, an Ahmadi convert.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilawat, Dars & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana Qadian 2007: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 31st December 2007.
15:15 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 23rd September 2006.
16:25 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996.
17:25 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 28th November 2008.
20:30 MTA International News
21:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:15 Jalsa Salana Qadian 2007
23:30 Spotlight

Wednesday 3rd December 2008

00:00 Tilawat, Dars & MTA News
01:15 Learning Arabic: lesson no. 16.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th May 1996.
03:00 Spotlight
03:30 Question and Answer Session
04:45 Jalsa Salana Qadian 2007: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 31st December 2007.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 11th November 2006.
08:10 Khilafat Centenary
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th June 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Swahili Muzakarah
12:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 2nd May 1986.
15:00 Jalsa Salana speeches: speech delivered by Muzzaffar Clark on the uniqueness of the Holy Qur'an. Recorded on 26th July 1997.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:25 Sports Rally
17:00 Lajna Magazine
17:30 Question and Answer Session
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th June 1996.
20:35 MTA International News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
22:35 Sports Rally
23:15 From the Archives [R]

Thursday 4th December 2008

00:00 Tilawat & MTA News Review
01:00 Hamaari Kaenaat
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th June 1996.
02:35 Interview
03:00 Khilafat Centenary
03:50 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 2nd May 1986.
04:55 Lajna Magazine
05:25 Jalsa Salana Speeches
06:05 Tilawat, Dars & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor, recorded on 3rd December 2006.
08:10 English Mulaqa'at: Rec. on 21st January 1996.
09:20 From Our Kitchen To Yours: a culinary programme.
10:00 Indonesian Service
11:00 Khilafat Centenary Exhibition
11:40 Pushto Service
12:05 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Rec. 05/05/1998.
15:10 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to West Africa.
16:00 English Mulaqa'at [R]
17:45 Moshaairah: an evening of poetry
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10 From Our Kitchen To Yours [R]
22:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT***

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 15 | Friday 21 November , 2008 | Issue No. 47

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد ۔ مؤرخ احمدیت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک زرّیں نصیحت

موطا امام محمد کے باب النوادر میں یہ روایت درج ہے کہ حضرت امام مالک نے فرمایا مجھے سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پہنچی ہے کہ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور سخت دلی اللہ تعالیٰ سے دور ہے مگر تمہیں اس کا علم نہیں۔ لوگوں کے گناہوں کی ٹوہ میں نہ رہو گویا تم ارباب ہو۔ خدا کے ایک ادنیٰ بندے کی حیثیت سے اسکی مخلوق پر نظر رکھو۔ بعض لوگ مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض صحت و عافیت سے۔ پس چاہئے کہ اہل بلا پر رحم کرو اور اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش کرو کہ اس نے تمہیں خیریت و عافیت سے رکھا ہوا ہے۔

(ترجمہ موطا محمد باب النوادر صفحہ401 ۔مطبوعہ مطبع محمد یوسف لکھنوی فرنگی محل)

بالکل اسی مفہوم کی حدیث نبوی ترمذی میں بھی مذکور ہے۔

موطا امام محمد حضرت امام محمد بن الحسین شیبانی (749ء۔802ء) کی مشہور تالیف ہے۔ آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ حنفی فقہاء ان کی کتابوں کو صحاح ستّہ سے کم درجہ نہیں دیتے عباسی دور کے مشہور بادشاہ ہارون الرشید نے آپ کے وصال پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے فقہ اور عربیت کو ایک ہی دن رَیّ میں دفن کر ڈالا ہے۔

سرور کائنات پر شرمناک افتراء

موطا امام مالک احادیث نبویہ کا اوّلین ایمان افروز اور جامع ومستند مجموعہ ہے۔ فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور کی طرف سے 1983ء یعنی آمر ضیاء کے رسوائے عالم آرڈیننس ''امتناع قادیانیّت'' کے ایک سال قبل اس کا ترجمہ شائع ہوا جو ''علاّمہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری'' کے قلم سے نکلا تھا مترجم نے ''کتاب اسماء النبی'' کی احادیث کا اردو میں ترجمہ دینے کے ساتھ حاشیہ میں ''عاقب'' کی تشریح میں یوں خامہ فرسائی کی ہے کہ:

صحیحین میں ''العاقب'' کا ذکر یوں ہے'' **وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی** ''مَیں وہ پچھلا نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں''۔ (صفحہ 837حاشیہ)

مترجم کا یہ رسول اللہ پر شرمناک افتراء ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ''العاقب'' کے بعد کوئی اور لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود نہیں اور صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی حدیث ان الفاظ میں منقول ہے'' **العاقب الذی لیس بعدہٗ احد** ''عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی شخص بھی نہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں ارفع ترین ابدی مقام پر فائز ہیں۔

بزرگ محدّثین ومحققین کی یہ تحقیق صدیوں سے اسلامی لٹریچر میں موجود ہے کہ العاقب کے بعد ''**الّذی لَیْسَ بعدہٗ نبی**'' کے الفاظ سرور کائنات کے الفاظ نہیں امام زہری کا قول ہے جیسا کہ مجدد مذہبِ حنفیہ حضرت الشیخ العلامہ علی بن سلطان محمد القادری (متوفّی 1011 ھجری مطابق 1603ء) نے ''**جمیع الوسائل فی شرح الشمائل**'' کے صفحہ 228 مطبوعہ کراچی میں صاف طور پر تحریر فرمایا ہے۔

مجدّدِ مذہبِ حنفیہ کی تفسیر ختم نبوت

اس نام نہاد ''علاّمہ'' نے اسی نوٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں نہایت درجہ دریدہ دہنی سے کام لیا ہے اور احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ حالانکہ مجدّدِ مذہبِ حنفیہ نے جن کی جوتیوں کی خاک پا ہونا بھی آج کل کے تمام بریلوی، رضوی، رضا خانی، منہاجی، گوہری وغیرہ ملاّؤں کے لئے موجب اعزاز ہے، آیت خاتم النبیین کی عارفانہ تفسیر ان الفاظ میں فرمائی ہے۔:

'' **المعنی انّہ لا یاتیْ نبی بعدہ ینسخ ملّتہ ولم یکن من اُمّتہٖ**''۔

(''الموضوعات الکبریٰ'' صفحہ 292 ناشر المکتبہ الاثریہ جامع مسجد اہلحدیث سانگلہ ہل عکسی نسخہ اشاعت ریاض 15ربیع الاوّل 1391ء مطابق 11مئی 1971ء)

یعنی خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کردے یا آپ کا امتی (یعنی آپ کا فیض یافتہ) نہ ہو۔

حضرت مجدّد کی یہ تفسیر اعلان عام کر رہی ہے کہ آج حق تعالیٰ نے ختم نبوت کا پرچم جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے جو فیضان ختم نبوت پر پوری شان معرفت سے ایمان رکھتی ہے۔

شاہ لولاک کا حلفی اعلان اپنے لختِ جگر کے نبی ہونے پر ''**خاتم الفقھاء والمحدّثین**'' حضرت الشیخ شہاب الدین حجر الھیتمی المکّی (ولادت 1504ء وفات جنوری 1566ء) نے اپنی تالیف ''**الفتاوی الحدیثیہ**'' میں امیرالمومنین شیر خدا حضرت علی المرتضی کی یہ روایت درج فرمائی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم انتقال کر گئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی والدہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ماریہ حاضر ہوئیں اور حضرت ابراہیم کو غسل دیکر کفن پہنایا جس کے بعد حضور علیہ السلام اپنے لخت جگر کو اٹھائے ہوئے تدفین کے لئے تشریف لے گئے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کا ہاتھ قبر میں داخل کیا تو فرمایا خدا کی قسم میرا بیٹا نبی ابن نبی ہے۔ یہ کہتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رقّت طاری ہوگئی اور ساتھ ہی صحابہ عظام بھی زاروقطار رونے لگے یہاں تک کہ ان کی گریہ وبکا کی آوازیں پوری فضا میں بہت بلند ہوگئیں۔

(ترجمہ الفتاویٰ الحدیثیہ صفحہ 176 مطبوعہ مصر ۔ اشاعت ثانیہ 1970ء)

عہد نبوی کا یہ دلفگار اور قیامت خیز سانحہ ہجرت کے نویں سال میں پیش آیا یعنی آیت خاتم النبیین کے نزول (5ہجری) کے چار سال بعد۔

عشّاق رسول کی خدمت میں نہایت دردمندانہ اپیل

آخر میں غلامان محمد کا یہ ادنیٰ ترین چاکر دنیا بھر کے عشّاقِ مصطفیٰ سے بصد ادب دردِدل سے اپیل کرتا ہے کہ خدا کے لئے پاکستان اسمبلی کی قرارداد 7رستمبر 1974ء کو سطحی نظر سے نہیں عشق رسول کی عینک سے ملاحظہ فرمائیں اور خدارا غور فرمائیں کہ خدانخواستہ اس قرارداد کے مطابق ایک لمحہ کے لئے معاذاللہ یہ فرض کر لیا جائے کہ مسلمان وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مشروط آخری نبی مانتا ہے تو اس قانون کی زد سب سے پہلے خدام خاتم الانبیاء (جماعت احمدیہ) پر نہیں بلکہ خود خاتم النبیین، خاتم المومنین، خاتم العارفین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (**فداک روحی وقلبی یا رسول اللہ**) کی ذات مقدس پر پڑتی ہے جس کا تصوّر کرکے بھی ایک سچے مسلمان کا دل پارہ پارہ اور جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ جن گستاخانِ رسول کے خود ساختہ ''دائرہ اسلام'' میں نبیوں کے شہنشاہ بھی شامل نہیں ہمیں اُس فرضی اور جعلی دائرہ کی ذرا بھی پروا نہیں اور حضرت مہدی موعودؑ کے جلالی الفاظ میں ببانگ دہل کہتے ہیں۔

اے مدّعی نہیں ہے ترے ساتھ کردگار
یہ کفر تیرے دیں سے ہے بہتر ہزار بار

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ملت کی آستینوں میں پوشیدہ لیکھر اموں، شردھانندوں، راجپالوں اور رُشدیوں کا پردہ چاک کیا جائے اور مظلوم امت کو ان سے نجات دلائی جائے حضرت مسیح موعودؑ کے یہ پُر درد اشعار ہر غیور مسلمان کو تڑپا دیتے ہیں۔

بیکسے شُد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے باکار خود بادینِ احمد کار نیست
خونِ دیں بینم رواں چو کُشتگانِ کربلا
اے عجب ایں مردماں را مہر آں دلدار نیست
اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جُز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس(30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس(45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ(65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 7رنومبر 2008ء کے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمادیا ہے۔ تمام امراء کرام، مبلغین انچارج اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ:

- ......نئے سال کے وعدہ جات کا کام بھرپور طریق سے شروع کروادیں۔

حضور انور نے وکالت مال کو ہدایت فرمائی ہے کہ پہلے تین ماہ یعنی 31رجنوری 2009ء تک وعدہ جات کے حصول کا کام مکمل کروایا جائے۔

- ......حضور انور نے فرمایا ہے کہ تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں (خصوصاً افریقن ممالک میں) تین گنا اضافے کی گنجائش ہے۔
- ......تحریک جدید کے مالی نظام میں ہر فرد جماعت (بچوں، جوانوں، عورتوں اور بڑوں) کو شامل کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔
- ......سال میں کم از کم دوبار ہفتہ تحریک جدید منایا جائے۔

جَزَاکُمُ اللہ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

(ایڈیشنل وکیل المال ۔ لندن)